يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والو!

پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

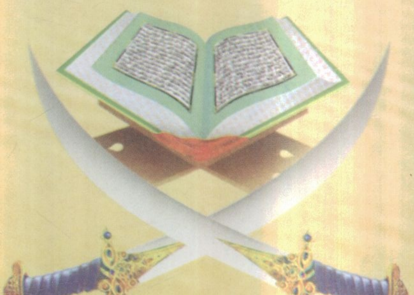

مکتبہ قرآنیات لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود اسلامک لائبریری
کتاب نمبر: 1351
J3-504 جوہر ٹاؤن لاہور

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا

اے ایمان والو

اِس کتاب میں قرآن مجید کی اُن تمام 89 آیات کا ترجمہ اور تفسیر شامل ہے جن کا آغاز "يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" کے خطاب سے ہوتا ہے

پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

www.KitaboSunnat.com

مکتبۂ قرآنیات، اردو بازار لاہور، پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : اے ایمان والو

تالیف : پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

ناشر : مکتبۂ قرآنیات، یوسف مارکیٹ
غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، پاکستان
فون نمبر: 5811297

اشاعت اوّل: مئی 2004ء

مطبع : حافظ تقی الدین

قیمت : -/120 روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط

[البقرہ : 257]

”اللہ ایمان والوں کا دوست ہے جو اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ۔

''بے شک اللہ اس کتاب (پرعمل) سے کچھ لوگوں کو بلندی عطا فرمائے گا اور بعض دوسروں کو (اسے چھوڑنے پر) پستی میں دھکیل دے گا۔''

[صحیح مسلم عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ
	دیباچہ	9
1	نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام	11
2	صبر اور نماز سے مدد لینا	13
3	حلال اور پاکیزہ روزی کھانے پر شکر کرنا	15
4	قصاص اور دِیت کا حکم	17
5	روزہ فرض ہے	20
6	پورے اسلام کی مکمل پیروی کرنا	22
7	اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا	25
8	صدقہ دینے کے آداب	27
9	حلال اور پاکیزہ مال سے زکوٰۃ اور صدقہ دینا	30
10	سود نہ لینا	32
11	قرض کے لین دین کی تحریر اور گواہی	35
12	اہل کتاب کی پیروی نہ کرنا	39
13	تقویٰ اختیار کرنا	41
14	کافروں کو اپنا راز دار نہ بنانا	43
15	سُود نہ کھانا	46
16	کافروں کا کہنا نہ ماننا	48
17	کافروں اور منافقوں کے طریقے اختیار نہ کرنا	50
18	صبر و استقامت اور جہاد کی تیاری کا حکم	52
19	عورتیں وراثت کا مال نہیں	54
20	ناجائز طور پر دوسروں کا مال نہ کھانا	56

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21	نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھنا	58
22	اللہ و رسولؐ اور اولوالامر کی اطاعت کرنا	61
23	دشمن سے ہوشیار رہنا	64
24	ہر معاملے کی تحقیق کرنا	66
25	سچی گواہی دینا	69
26	ایمان پر ثابت قدم رہنا	71
27	کافروں سے دوستی نہ کرنا	73
28	عہد کی پابندی کرنا	75
29	اللہ کے شعائر کا احترام کرنا	77
30	وضو اور تیمم	80
31	سچی گواہی دینا اور انصاف کرنا	83
32	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا	85
33	تقویٰ، قربِ الٰہی اور جہاد کا حکم	87
34	یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بنانا	89
35	مرتد نہ ہونا	91
36	اہل کتاب اور کفار سے دوستی نہ کرنا	94
37	حلال کو حرام نہ ٹھہرانا	96
38	شراب اور جوًا وغیرہ حرام ہیں	98
39	اِحرام کی حالت میں شکار نہ کرنے کی آزمائش	101
40	اِحرام کی حالت میں شکار نہ کرنا	103
41	فضول سوالات نہ کرنا	105
42	صرف اپنی جوابدہی ہے دوسروں کی نہیں	108
43	وصیت پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کی گواہی	111
44	جہاد کے میدان سے نہ بھاگنا	114

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

45 اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنا اور منافقت سے بچنا 116

46 اللہ اور رسولؐ کی پکار کا جواب دینا 118

47 اللہ اور رسولؐ سے خیانت نہ کرنا 121

48 تقویٰ اختیار کرنے کا اجر وثواب 123

49 میدانِ جہاد کے آداب واحکام 125

50 کافر رشتہ داروں سے دوستی نہ رکھنا 127

51 حرم شریف میں مشرکین کے داخلے پر پابندی 129

52 ناجائز مال کھانے والوں اور ذخیرہ کرنے والوں کا انجام 132

53 جہاد کے وقت نکلنے کا حکم 135

54 تقویٰ اختیار کرنا اور سچوں کے ساتھ رہنا 137

55 کافروں کے خلاف جہاد کرنا 139

56 نماز، زکات اور جہاد کا حکم 141

57 شیطان کی پیروی نہ کرنا 144

58 کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا 146

59 گھروں میں خاص پردے کے تین اوقات 149

60 اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر کرنا 152

61 صبح و شام اللہ کا ذکر اور تسبیح کرنا 154

62 رخصتی سے پہلے طلاق کی عدت نہیں 157

63 نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کے آداب 159

64 نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنا 162

65 نبی ﷺ کا ادب واحترام 164

66 تقویٰ اختیار کرنا اور کھری بات کہنا 166

67 اللہ تعالیٰ دین کے خادموں کی مدد کرتا ہے 168

68 اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنا 170

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

69	اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھنا	172
70	رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام	174
71	خبر کی تحقیق کرنا اور صحابہ کرام کے فضائل	177
72	ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑانا	180
73	بدگمانی، جاسوسی اور غیبت سے بچنا	183
74	تقویٰ اور ایمان بالرسولؐ	185
75	نجویٰ یعنی سرگوشی کے آداب	187
76	مجلس کے آداب	189
77	نبی ﷺ سے سرگوشی کے آداب	192
78	تقویٰ اور ذکر الٰہی	195
79	کافروں سے دوستی نہ کرنا	198
80	ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کے بارے میں احکام	201
81	یہودیوں سے دوستی نہ کرنا	204
82	قول و فعل میں تضاد کی مذمت	205
83	ایمان اور جہاد کے ذریعے جنت خرید لینا	207
84	دین کی خدمت کرنے والے بنو	209
85	جمعے کی اذان اور نماز سے متعلق احکام	211
86	مال و اولاد ذکر الٰہی سے غافل نہ کریں اور انفاق فی سبیل اللہ	213
87	دین کے معاملے میں اپنے اہل و عیال سے ہوشیار رہنا	216
88	اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچانا	219
89	سچی توبہ کرنا	222

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم پر ایمان لانا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے اور نجات کے لیے شرط ہے۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کو کل 89 مقامات پر " یٓا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا " کے معزز خطاب سے نوازا گیا ہے۔ یہ خطاب بہت اہم ہے۔ یہ جہاں اہل اسلام کے لیے اعزاز و اکرام کا پہلو رکھتا ہے وہاں اس امر کی دلیل بھی ہے کہ قرآن کریم ایک نظریاتی اور عالمگیر کتاب (Ideological and Universal Book.) ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

''جب تمہارے کان اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ سنیں: یٓا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) تو کان لگا کر سنو اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرلو کیونکہ اس خطاب کے بعد جو بات کہی جا رہی ہے وہ یا تو بھلائی کی بات ہے جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، یا کوئی برائی ہے جس سے تمہیں روکا جا رہا ہے۔ یا تمہیں کوئی خوشخبری دی جا رہی ہے یا تمہیں کسی خطرے سے ڈرایا جا رہا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خطاب والی آیتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی تعلیم دی ہے جو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں فلاح و کامرانی کی ضامن اور ان کو ہر قسم کے نقصان و خسران سے بچانے والی ہے۔

یٓا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ایمان لانے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی ٹھیک ٹھیک پیروی اور اطاعت کی جائے، ورنہ ایمان لانا بے مقصد اور عبث ہو جاتا ہے۔ قرآن میں یہ خطاب کبھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچے مسلمانوں سے ہوتا ہے۔ کبھی مسلمانوں کی پوری جماعت سے ہوتا ہے، جس میں مومن، منافق اور ضعیف ایمان والے سب شامل ہوتے ہیں اور کبھی منافقین کے لیے آتا ہے تاکہ ان کو شرم دلائی جائے کہ دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہو لیکن تمہاری حرکتیں ایسی ہیں۔

مسلمانوں میں قرآنی تعلیمات کو عام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسی سے ان کے زوال کو عروج سے بدلا جاسکتا ہے۔ آج یہی ان کے درمیان نقطۂ اشتراک (Common Piont) ہے جس پر موجودہ دور کے فرقوں میں بٹے اہل اسلام کو متحد کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جاسکتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''اے ایمان والو'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس میں ان تمام آیات کو جو '' يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا '' کے خطاب سے شروع ہوتی ہیں جمع کر کے اُن کا آسان اُردو ترجمہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کی مختصر تشریح و تفسیر کر دی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ ایک طرح کی ''درسِ قرآن'' کی کتاب بن گئی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کام کو لوگوں کے لیے مفید بنائے اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین

21۔ مارچ 2004ء
مطابق 29 محرم الحرام 1425ھ

والسلام
محمد رفیق چودھری
لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ نبی ﷺ کا ادب واحترام

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ ﴾

[البقرہ:104]

"اے ایمان والو! نبی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے رَاعِنَا نہ کہو بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو اور غور سے سنا کرو۔ البتہ کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صحابہ کرام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں "رَاعِنَا" کا لفظ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اس ممانعت کا سبب دراصل یہودی منافقین کی وہ خُفیہ شرارت تھی جو انہوں نے حضورؐ کی مجلس میں اس لفظ کا غلط استعمال کرکے پیدا کرلی تھی۔

عربی میں "رَاعِنَا" کے معنی ہیں "ہماری رعایت کریں، ہمارا لحاظ رکھیں، ہماری طرف متوجہ ہوں۔" یہ لفظ ایسے موقع پر بولا جاتا تھا جب کسی مجلس میں بات کرنے والے کی بات اچھی طرح سنی یا سمجھی نہ ہو اور اسے دوبارہ بیان کرنے کے لیے کہا جائے۔

مگر یہودی چونکہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شرارت اور اعتراض کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور مختلف حیلوں بہانوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہتے تھے اس لیے جب وہ حضورؐ کی مجلس میں آتے تو رَاعِنَا کے لفظ کو زبان سے توڑ مروڑ کر کبھی رَاعِینَا کہہ دیتے جس کے معنی عربی زبان میں ''اے ہمارے چرواہے'' کے ہیں اور کبھی اس لفظ کو '' رَاعِینُوْ '' کہتے جو ان کی عبرانی زبان میں ''شریر'' کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ اس طرح یہودیوں نے رَاعِنَا کے لفظ کا ایسا غلط استعمال شروع کر دیا جس سے حضرت محمد ﷺ کی شان میں بے ادبی، گستاخی اور توہین کا پہلو نکلتا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ایسے موقع پر رَاعِنَا کی بجائے اُنْظُرْنَا کہا کریں۔ اُنْظُرْنَا کے معنی بھی وہی ہیں جو رَاعِنَا کے تھے۔ لیکن اس لفظ سے کسی بے ادبی اور گستاخی کا پہلو نہیں نکلتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی لفظ میں برے معنوں کا احتمال ہو تو ایسے لفظ کے استعمال سے بچنا چاہیے۔

آگے چل کر اہل ایمان سے فرمایا کہ '' اِسْمَعُوْا '' یعنی غور سے سنا کرو۔ مطلب یہ ہے کہ جب پہلے ہی بات کو غور سے سُنو گے تو پھر نبی ﷺ کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو غور سے سننا ضروری ہے۔

آخر میں فرمایا کہ ''کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' یہاں پر کافروں سے مراد وہ یہودی منافقین ہیں جو رَاعِنَا کے لفظ کا غلط استعمال کر کے حضورؐ کی شان میں دانستہ طور پر گستاخی اور توہین کے مُرتکب ہوئے تھے کیونکہ ایسا کرنا کفر ہے اور حرام ہے اور اس کی سزا دوزخ کا دردناک عذاب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔صبر اور نماز سے مدد لینا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ﴾

[البقرہ:153]

''اے ایمان والو! ہر مشکل میں صبر اور نماز سے مدد لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں ایمان والوں کو مشکل اور نا مساعد حالات میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس دنیا میں مسلمانوں کی حیثیت اللہ کے دین کے علم برداروں کی ہے۔اس لیے ان پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے قول وفعل سے دین حق کے گواہ بن کر رہیں۔ظاہر ہے دین حق کی شہادت کا یہ منصب کوئی کھیل نہیں۔یہاں قدم قدم پر آزمائشیں آتی ہیں، باطل اور طاغوتی طاقتوں سے تصادم اور ٹکراؤ ہوتا ہے، اپنوں اور غیروں کے تیر سہنے پڑتے ہیں اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ان حالات میں راہِ حق پر قائم رہنا اور دین پر ثابت قدم رہنا خاصا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس نازک صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو صبر اور نماز سے مدد لینے کی تاکید فرمائی ہے۔

صبر کے معنی بے بسی اور بے چارگی یا رو دھو کر چپ ہو جانے کے ہرگز نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بلکہ عربی زبان میں یہ لفظ ثابت قدمی، استقامت اور ناخوشگوار حالات کا سامنا کرتے ہوئے اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کے معنوں میں آتا ہے۔ پھر اسی صبر میں توکل علی اللہ، حوصلہ مندی اور قناعت کا مفہوم بھی شامل ہوتا ہے۔

جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی روحانی غذا ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان قرب کا ذریعہ ہے۔ اسی سے ایک مومن کا اپنے اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ پھر جسے اللہ کا قرب ملتا ہے اسے دلی سکون اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس شخص کو دنیا کی کوئی مصیبت ہراساں نہیں کر سکتی۔ وہ ہر آزمائش میں پورا اترتا ہے۔ ہر مشکل حالت کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جاتی ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ کو جب کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپؐ دو رکعت نفل نماز پڑھتے، جس سے آپ کو سکون مل جاتا کیونکہ نماز آپؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔

صبر اور نماز مومن کے دو ایسے ہتھیار ہیں جن سے وہ باطل کا مقابلہ کرتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا کیونکہ اسے تائیدِ ایزدی حاصل ہوتی ہے اور جس کا اللہ حامی و ناصر ہو جائے اسے دنیا کی کوئی مصیبت پریشان نہیں کر سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔حلال اور پاکیزہ روزی کھانے پر شکر کرنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴾

[البقرہ:172]

''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کیا کرو کیونکہ بندگی کا حق اسی طرح ادا ہو سکتا ہے۔''

تشریح وتفسیر:

درج بالا آیت میں اہل ایمان کو حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے ایک عبادت شمار کیا گیا ہے۔

کھانا پینا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اسی پر اس کی زندگی کی حفاظت اور بقا کا انحصار ہے۔ لیکن ایک مسلمان ہر چیز نہیں کھا سکتا۔ اسے بہر حال حلال وحرام میں تمیز کرنی ہے۔ اس کے لیے اس کے رب نے حلال وحرام کا ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ اسے حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر وہ حرام اشیاء کھائے گا تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور گناہ کمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صرف وہی چیزیں حرام کی ہیں جو جسمانی یا روحانی طور پر ہمارے لیے مضر ہیں۔

حرام چیزوں میں مردار، خون، سوٗر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کتا، گدھا، تمام شکاری پرندے، کیڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکوڑے اور درندے جانور مثلاً شیر، چیتا اور بھیڑیا وغیرہ سب حرام ہیں۔ (مزید تفصیلات فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔)

اس کے علاوہ رشوت، چوری، ڈاکے، سود، شراب اور جوئے وغیرہ کی کمائی بھی حرام ہے۔ عرب کے مشرکین نے بہت سے حلال جانوروں کو بھی حرام قرار دے رکھا تھا۔ اسی طرح یہودیوں کے ہاں بھی بعض حلال چیزیں حرام ٹھہرالی گئی تھیں۔ اسلام نے اللہ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کر لینا شرک اور گناہ قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ اللہ کی عطا کی ہوئی اچھی، پاکیزہ اور حلال چیزیں کھایا کریں، اور اس پر اس کا شکر ادا کیا کریں کیونکہ اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کی صحیح اور مکمل عبادت کا حق ادا ہو سکتا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اسی کی اطاعت کی جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔قصاص اور دِیت کا حکم

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ط
اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط فَمَنْ عُفِيَ لَهُ
مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ط
ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ﴾

[البقرہ:178]

”اے ایمان والو! مقتول کے خون کا بدلہ لینا تم پر فرض ہے۔قاتل اگر آزاد ہوتو اس آزاد کو، غلام ہوتو اس غلام کو اور عورت ہوتو اس عورت کو قصاص میں قتل کیا جائے۔لیکن اگر کسی قاتل کو اس کا وہ بھائی جو مقتول کا وارث ہے خون معاف کر دے تو دستور کے مطابق خون بہا کا مطالبہ کر سکتا ہے اور قاتل کو چاہیے کہ وہ صحیح طریقے سے پورا خون بہا ادا کر دے۔ یہ حکم تمہارے رب کی طرف سے ایک آسانی اور مہربانی ہے۔لیکن اگر کوئی شخص خون بہا وصول کر لینے کے بعد بھی زیادتی کرے تو اللہ کے ہاں اسے دردناک عذاب ہوگا۔“

تشریح وتفسیر:

مذکورہ آیت قصاص اور دیت کے حکم کے بارے میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں میں قصاص کے معاملے میں بڑی بے اعتدالیاں پائی جاتی تھیں۔ وہ غلام قاتل کے بدلے کسی آزاد کو قتل کر دیتے تھے۔ قاتل عورت کے بدلے میں کسی مرد کو قصاص میں قتل کیا جاتا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک مقتول آدمی کے بدلے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا جاتا۔

جب قرآن نازل ہوا تو اس نے حکم دیا کہ صرف قاتل ہی کو قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ قاتل غلام ہو، عورت ہو، مرد ہو یا آزاد ہو، بہر صورت صرف قاتل ہی پر قصاص ہو گا کسی اور پر نہیں ہو گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء قصاص نہ لینا چاہیں اور اس کے بجائے دیت لینے پر راضی ہو جائیں یا دیت لیے بغیر ہی معاف کر دیں تو یہ دونوں صورتیں بھی جائز ہیں۔ البتہ دیت پر رضامندی ہونے کے بعد اس کی ادائیگی ٹھیک طریقے سے ہونی چاہیے اور پھر اس کے بعد دیت کے معاہدے کی خلاف ورزی کر کے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ ایسا کرنا صریح زیادتی ہو گی۔

دیت کی یہ اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت اور رعایت ہے کیونکہ اس سے پہلے کی شریعتوں کے حکم میں مثلاً یہودیوں کے لیے حکم میں یہ سختی تھی کہ قتل کے معاملے میں صرف قصاص کا قانون نافذ تھا۔ دیت اور معافی کی اجازت نہ تھی۔

چونکہ اسلام دنیا میں کامل اصلاح اور دین کی تکمیل کے لیے آیا اس لیے اس معاملے میں یہ گنجائش بھی رکھ دی گئی کہ قصاص کے بجائے دیت بھی ادا ہو سکتی ہے اور ویسے معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے قصاص کا قانون جس طرح جان کے بدلے میں ہے اسی طرح انسانی اعضاء کے بارے میں بھی ہے جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت 45 میں ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور اسی طرح ہر زخم کا برابر کا بدلہ لیا جائے گا۔ یا اس کے عوض دیت لی جائے گی۔ یا پھر معاف بھی کیا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔روزہ فرض ہے

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

[البقرہ:183]

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں مسلمانوں کو ماہِ رمضان کے روزے فرض ہونے کا حکم سنایا گیا ہے۔

ارشاد ہوا کہ اہل ایمان پر روزہ فرض ہے۔ یہ حکم پہلی امتوں کے لیے بھی تھا اور اس کا مقصد تقوے کا حصول ہے جو تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔

انسانی طبیعت کا یہ خاصا ہے کہ اگر کوئی مشکل ایسی ہو جو اجتماعی شکل میں ہو تو وہ آسان ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں روزے کا حکم دیتے ہوئے جو پہلی قوموں کا ذکر کیا گیا اس میں یہی حکمت کارفرما ہے تاکہ اس کے ذریعے اس حکم کی دشواری کے احساس کو کم کیا جائے کیونکہ انسانی فطرت پابندیوں سے گھبراتی ہے اور جب کوئی پابندی عام ہو جائے تو پھر اسے قبول کرنے لگتی ہے۔

اس آیت میں روزے کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقوے کی حقیقت کیا ہے؟ یہ دل کی ایسی کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے پیدا ہوتی ہے اور اس کے اثر سے نیکی کرنا اور برائی سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک متقی اور پرہیز گار مسلمان اللہ کی نافرمانی سے ڈر کر کسی برائی کے قریب نہیں جاتا بلکہ اس سے بچ بچا کر نیکی کی راہ پر چلتا رہتا ہے۔

عربی میں صوم کے لفظی معنی "رُکنے" کے ہیں۔ لیکن شرعی اصطلاح میں روزہ یہ ہے کہ نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور جنسی خواہش پوری کرنے سے رُکا رہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے:

1۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
2۔ نماز قائم کرنا
3۔ زکوٰۃ ادا کرنا
4۔ حج کرنا
5۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھنا

گویا روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ یہ ہر عاقل بالغ، مقیم، تندرست مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مسافروں، مریضوں اور دوسرے شرعی عذر والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی رمضان المبارک کے بعد قضا ادا کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔ پورے اسلام کی مکمل پیروی کرنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ ﴾

[البقرہ: 208، 209]

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر اگر تم واضح ہدایات آ جانے کے بعد پھسل گئے تو یاد رکھو! اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اسلام ایک کامل دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک اکائی (Unit) ہے جس کے حصے بخرے نہیں کیے جا سکتے اور نہ اس میں کوئی کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔

یہ بات ایک مثال سے سمجھی جا سکتی ہے۔

دین اسلام میں تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔ اس شخص کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جو سارے نبیوں پر ایمان نہ لائے۔ اگر کوئی آدمی کہے کہ وہ سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام انبیاء پر ایمان رکھتا ہے تو ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور اس کے لیے نجات نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا آدمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی اور کی نبوت تسلیم کرے گا تو ایسا شخص بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ گویا رسالت کے عقیدے میں کسی ایک نبی کو نہ ماننا یا کسی نئے مدعیٔ نبوت کو مان لینا دونوں ہی اسلام کے خلاف ہیں اور ایسا شخص نہ تو مسلمان ہے اور نہ نجات کا مستحق۔ اس مسئلے پر تمام علمائے اسلام متفق ہیں۔

دوسری مثال نماز کی لیجئے۔ اگر کوئی شخص مغرب کی تین رکعتوں کی فرض نماز میں ایک رکعت کا اضافہ کرلے اور تین کی بجائے چار رکعت فرض پڑھ لے یا ایک رکعت کی کمی کر کے دو رکعت فرض پڑھے تو ایسے شخص کی نماز نہ ہوگی۔ اس مسئلے پر بھی تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے عقائد و اعمال میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنا جائز نہیں اور جو شخص ایسا کرے وہ مسلمان نہیں رہتا۔

زیر نظر آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں 1/2 یا 1/3 یا 3/4 اسلام کو قبول نہ کریں بلکہ مکمل اسلام کو اختیار کریں۔ اسلام نے زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں جو احکام دیے ہیں ان پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ نہ کسی نیکی کو چھوڑا جائے اور نہ کسی برائی کو اختیار کیا جائے بلکہ اسلام کے تمام عقائد و اعمال کی پابندی کی جائے۔

ساتھ ہی فرمایا کہ شیطان کی پیروی نہ کرو اور اس کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے دین کے جتنے حصے کو چھوڑتا ہے اتنے حصے کو شیطان کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کے نقش قدم پر چلتا ہے خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے۔

دوسری آیت میں سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم دین کے واضح احکام اور ہدایات آجانے کے بعد بھی ان میں تبدیلی یا کمی بیشی کرو گے اور اگر راہِ حق پر چلتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تمہارے قدم ڈگمگا گئے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

آج مسلمانوں کو جس ذلت اور بربادی کا سامنا ہے۔ اس کا واحد سبب یہی ہے کہ انہوں نے اسلام کی بعض من پسند تعلیمات کو لے لیا ہے اور اس کے بعض دوسرے احکام کو چھوڑ رکھا ہے۔ ان کی اسی منافقت اور عملی کفر کا انجام ان کے سامنے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾

[البقرہ:254]

''اے ایمان والو! ہمارے دیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی۔ اور کافر ہی ظالم ہیں۔''

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر لمحے کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں ورنہ جب موت آئے گی تو پھر یہ نیکی کمانے کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔

آیت بالا میں درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:

1۔ اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے (زکوٰۃ، صدقات، جہاد کی تیاری اور خیرات وغیرہ) کی ترغیب دی گئی ہے۔

قرآن میں جہاں بھی أَنْفِقُوْا (خرچ کرو) کا لفظ اپنے عموم کے ساتھ یعنی عام انداز میں آیا ہے اس سے مراد انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا مراد ہے۔

2۔ یہ حقیقت بھی بیان فرما دی گئی کہ لوگوں کا مال دراصل ان کا اپنا مال نہیں ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے وہی یہ حق بھی رکھتا ہے کہ اسی کے حکم کے مطابق، اسی کی رضا کے لیے اور اسی کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت دیکھیے کہ وہ اپنے بندوں کو یہ حکم نہیں دے رہا کہ اس کا عطا کیا ہوا سارا مال اس کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ بلکہ صرف یہ حکم دے رہا ہے کہ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے کچھ ہماری راہ میں بھی خرچ کرو۔ مثلاً زکوٰۃ صرف ڈھائی فیصد 2.5% ہے۔ ظاہر ہے اگر سارا مال خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا تو کتنا دشوار ہوتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایسا حکم دیا ہے جس پر عمل کرنا ان کے لیے آسان ہے۔

4۔ آیت میں مرنے سے پہلے پہلے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد اس کا موقع نہیں رہے گا۔ یہ بھی بندوں پر اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی ہے کہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے آج غفلت میں پڑے رہیں اور آخرت میں بُرے انجام سے دوچار ہوں۔ بلکہ وہ نیکی کے کام میں جلدی کیا کریں۔ مرنے کے بعد نیک اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ پھر بندہ آخرت کے اس عالم میں چلا جائے گا جہاں نہ خرید وفروخت ہوگی، نہ دوستی کا تعلق رہے گا اور نہ سفارش چلے گی۔

5۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ: ''کافر ہی ظالم ہیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے جو کہ عملی کفر بھی ہے اور ظلم بھی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کافروں اور ظالموں کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس لیے اہل ایمان کو کافر اور ظالم بننے سے بچنا چاہیے اور انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8۔صدقہ دینے کے آداب

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی لا
کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَه رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط
فَمَثَلُه کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَه وَابِلٌ فَتَرَکَه صَلْدًا
ط لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَ اللّٰهُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ
الْکٰفِرِیْنَo ﴾

[البقرہ:264]

”اے ایمان والو! دوسروں پر احسان جتا کر اور انہیں تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے کا ثواب ضائع نہ کرو۔ جیسے وہ شخص اپنا ثواب ضائع کر دیتا ہے جو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے، نہ اللہ پر اس کا ایمان ہوتا ہے اور نہ قیامت کے دن پر۔ ایسے شخص کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اس پر زور کی بارش ہو اور اسے بالکل صاف کر دے۔ ایسے لوگوں کو اپنی کمائی سے کچھ حاصل نہ ہو گا اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں ایسی تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے صدقے کا اجرو ثواب برباد ہو جاتا ہے۔

1۔ سب سے پہلی چیز جو صدقہ و خیرات کے ثواب کو برباد کر دینے والی ہے وہ مَنٌّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی احسان جتلانا ہے۔ جو شخص صدقہ کر کے مستحق پر اس کا احسان جتلاتا ہے اسے اس صدقے کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں جن تین قسم کے آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا ان میں سے ایک وہ ہوگا جو صدقہ کر کے کسی پر احسان جتلاتا ہے۔

2۔ دوسری چیز جو صدقے کا اجر ختم کر دیتی ہے وہ اَذٰی یعنی تکلیف پہنچانا ہے۔ یہ تکلیف ذہنی بھی ہوسکتی ہے اور جسمانی بھی۔ جسے صدقہ دیا ہے اس سے بدزبانی کرنا، اسے صدقے کا طعنہ دینا اور اس کی بے عزتی کرنا بھی اَذٰی میں داخل ہیں۔

3۔ تیسری چیز جو صدقے کے ثواب کو برباد کر دیتی ہے وہ ریاکاری اور دکھاوا ہے۔ جو شخص اللہ کی رضا کے لیے صدقہ نہیں دیتا بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے صدقہ کرتا ہے اس کی نیت ہی درست نہیں اور تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اس لیے ریاکار کو اس کے ظاہری نیک کام کا بھی کوئی ثواب نہیں ملتا۔ کیونکہ اس کی نیت دکھاوے کی ہے۔ ایک حدیث میں ریاکار کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ریاکار شخص کا ایمان کمزور ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر یقین نہیں ہوتا۔ آیت مذکورہ میں ریاکار آدمی کے لیے اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

4۔ احسان جتلانے، ایذا پہنچانے اور ریاکاری کرنے سے صدقہ کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اسے ایک مثال کے ذریعے سمجھا دیا گیا ہے کہ جیسے کسی چکنے پتھر پر کچھ گرد پڑی ہو اور اس پر زور کی بارش ہو جائے تو گرد دھل جائے گی اور نیچے صاف چکنا پتھر نمایاں ہو جائے گا جیسے وہ پہلے تھا اب پھر وہی ہے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال میں مٹی کا گردوغبار صدقہ ہے اور احسان جتلانے یا ایذا دینے یا ریاکاری کرنے کو بارش سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے بعد صدقہ اور اس کا ثواب سب ختم ہو جاتا ہے۔

5۔ آخر میں فرمایا: ''اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ صدقہ کر کے احسان جتلانا، ایذا دینا اور ریاکاری کرنا انسان کو کفر کی حد تک پہنچا سکتا ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

6۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے دینا چاہیے۔ صرف ایسے صدقے ہی کا ثواب ہوتا ہے اور وہ قبول ہوتا ہے۔ ورنہ اگر کسی کو صدقہ دے کر اس پر احسان جتلایا جائے یا اسے تکلیف پہنچائی جائے یا دکھاوے کے لیے صدقہ دیا جائے تو ایسا صدقہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا اور اس پر ثواب بھی نہیں ملتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9۔حلال اور پاکیزہ مال سے زکوٰۃ اور صدقہ دینا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۖ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَ لَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ ﴾

[البقرہ:267]

”اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اچھا مال خرچ کرو، خواہ وہ مال تمہاری عام کمائی میں سے ہو یا وہ جسے ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہو۔ اور اللہ کی راہ میں ردّی چیز دینے کا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ اگر وہ چیز تمہیں دی جاتی تو تم لینا گوارا نہ کرتے یا ناپسندیدگی سے لے لیتے۔ اور یاد رکھو! اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔“

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں حلال اور پاکیزہ مال میں سے اِنفاق یعنی زکوٰۃ، عشر اور صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا ہے اور اس حوالے سے ردّی یا خراب مال دینے سے منع فرمایا ہے۔

آیت مذکورہ میں درج ذیل اہم امور بیان ہوئے ہیں:

1۔ سب سے پہلے ایمان والوں کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا کہ تم اپنی حلال اور پاکیزہ کمائی میں سے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو، خواہ زکوٰۃ وعشر کی شکل میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو یا صدقہ وخیرات کی صورت میں۔ کیونکہ حرام کمائی سے زکوٰۃ اور صدقہ دینا حرام ہے۔

2۔ پھر فرمایا کہ جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین میں سے پیدا کیا ہے، اس میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اس سے زرعی پیداوار پر عشر مراد ہے۔ جس کا واضح حکم سورۃ الانعام آیت **141** میں آیا ہے کہ:

﴿ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ﴾

"اور فصل اٹھاتے وقت اللہ کا حق یعنی عشر ادا کرو۔"

عشر اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ زکوٰۃ ہو یا صدقہ وخیرات، اس میں ایسا ردّی اور خراب مال نہ دو کہ اگر وہ تمہیں دیا جاتا تو تم اسے لینا گوارا نہ کرتے۔ ہاں چشم پوشی کر کے لے لیتے۔

4۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ تمہارے مال کا محتاج ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ تم اگر اس کے دیے ہوئے مال میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرتے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں ہے بلکہ اس کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں مال سے نوازا ہے ؎

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں آخرت میں صلہ ملے گا اور دنیا میں بھی تمہارے بھائی بندوں ہی کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے، اسے کسی کے مال کی حاجت نہیں۔ وہ ساری خوبیوں کا مالک اور حمد وثنا کے لائق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10۔سُود نہ لینا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ج وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ط وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾

[البقرہ:278،280]

”اے ایمان والو! اگر تم واقعی مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارا جو سود لوگوں کے ذمّے باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اور اگر تم توبہ کرلو تو اصل رقم کے تم حق دار ہو۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اور مقروض جب تک تنگ دست ہے اسے خوش حالی ہونے تک مہلت دو۔ اور اگر قرض معاف کردو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔“

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کرکے دو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ایک تقویٰ اختیار کرنے یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا اور دوسرے سود یا سود کی بقایا رقم چھوڑ دینے کا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ان دونوں امور کی تفصیل:

1۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے کہ ہر حال میں اللہ سبحانہٗ سے ڈرتے رہیں۔ تقویٰ دراصل تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ یہ وہ ایمانی کیفیت ہے جس میں بندہ اپنے رب کے احکام کی پابندی کرتا ہے۔ اس کی نافرمانی کے برے انجام سے ڈرتا رہتا ہے۔ متقی شخص کے لیے نیکی کرنا آسان اور برائی کرنا مشکل ہوتا ہے۔

2۔ پھر فرمایا اگر کسی کا کچھ سود کسی کی طرف بقایا رہ گیا ہے تو وہ اسے چھوڑ دے اور نہ لے۔ تقویٰ اور ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام سے روک دے تو رُک جائے۔ اب جب کہ اس نے سود کو حرام قرار دے دیا تو اس کا ہر قسم کا لین دین بند ہونا چاہیے اور کسی کا جو بقایا رہ گیا ہو وہ اسے بھی چھوڑ دے۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ اگر تم سود یا اس کا بقایا نہیں چھوڑو گے تو پھر یاد رکھو تمہاری اللہ و رسولؐ سے جنگ ہے۔ یہ قرآن میں سخت ترین وعید ہے جس میں سود کھانے کو اللہ و رسولؐ سے جنگ کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے جو اللہ و رسولؐ سے جنگ کرے گا شکست اس کا مقدر ہے۔

4۔ پھر فرمایا کہ تم سود پر دی ہوئی قرضے کی اصل رقم لینے کے حق دار ہو جو تم واپس لے سکتے ہو۔ لیکن اس پر اضافہ جو سود کی شکل میں ہے وہ حرام ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اپنا حق لو اور دوسروں کا حق دو۔

5۔ پھر ارشاد ہوا اگر مقروض تنگ دست ہے تو اسے خوشحال ہونے تک مہلت دو تا کہ وہ تمہارا قرض لوٹا سکے۔ اس طرح مہلت دینے سے تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

6۔ پھر فرمایا اگر مقروض قرضہ ادا نہیں کر سکتا تو اس کا قرض معاف کرو۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تمہیں صدقے کا ثواب ملے گا۔ اگر تم کو اس کی حقیقت معلوم ہو تو ایسی صورت میں ضرور اپنا قرض معاف کردو گے۔

7۔ سود ایک لعنت ہے جو اسلامی معاشرے میں اخوت، باہمی ہمدردی و تعاون اور برادرانہ محبت کے پاکیزہ جذبات کو ختم کردیتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دلوں میں مال کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11۔ قرض کے لین دین کی تحریر اور گواہی

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَ لَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ ؕ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾

[البقرہ:282]

”اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت کے لیے آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ خود نہ لکھ سکو تو تمہارے درمیان کوئی اور لکھنے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف سے لکھ دے۔ لکھنے والے کو چاہیے کہ وہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسے اللہ نے اسے سکھایا ہے لکھ دے۔ اور وہ شخص لکھواتا جائے جس کے ذمے قرض ہے اور وہ اللہ سے ڈرتا رہے جو کہ اس کا رب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ قرض کی رقم میں سے کچھ کم کر کے لکھوا دے۔ مقروض اگر بے سمجھ ہو یا کمزور ہو یا خود لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اس کا کوئی سرپرست انصاف کے ساتھ لکھوا دے۔ اور اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنالو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہو۔ یہ سب گواہ تمہارے نزدیک معتبر ہونے چاہئیں۔ دو عورتوں کی گواہی اس لیے کہ اگر ایک کچھ بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ اور گواہوں کو جب بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ باہم قرض کا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، میعاد کے تعین کے ساتھ اسے لکھنے سے سستی نہ کرو۔ یہی طریقہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف پر مبنی ہے۔ اس سے گواہی بھی ٹھیک طرح سے ہوتی ہے اور کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ لیکن اگر سودا دست بدست ہو جس کا تم آپس میں لین دین کرتے ہو تو پھر نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جب آپس میں سودا طے کرو تو اس پر گواہ بنالو۔ اور یاد رکھو! کسی لکھنے والے کو یا گواہ بننے والے کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہیں گناہ ہوگا۔ ہر حال میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ تمہیں حق بات سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اسلام میں مال کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن نے اسے اللہ کا فضل قرار دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو زندگی کی ضروریات کے لیے ایک دوسرے سے قرض لینا پڑتا ہے۔اسی قرض کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ہمیں درج ذیل احکام اور ہدایات دی ہیں:

1۔ قرض کا معاملہ لکھ لینا چاہیے۔
2۔ لکھنے والا انصاف کے ساتھ دستاویز لکھے۔کسی پارٹی کی طرف داری نہ کرے اور نہ قرض کی رقم میں کوئی کمی بیشی کرے۔
3۔ لکھنے والا ایسا ہونا چاہیے جو اس طرح کی تحریر لکھنا جانتا ہو اور جب اسے لکھنے کے کام کے لیے بلایا جائے تو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے طریقے پر لکھ دے۔
4۔ اس تحریر کی عبارت وہ شخص لکھوائے گا جس نے قرضہ لیا ہے تاکہ اس میں اس کا اقرار اور اعتراف بھی شامل ہو جائے اور وہ بعد میں انکار نہ کر سکے۔
5۔ اگر قرض لینے والا کسی وجہ سے خود نہ لکھوا سکتا ہو تو اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی یا سرپرست انصاف کے ساتھ یہ تحریر لکھوائے۔
6۔ اس دستاویز پر دو مردوں کی گواہی ثبت ہونی چاہیے۔اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونی چاہئیں۔
7۔ جب کبھی ان گواہوں کو طلب کرنے کی ضرورت پڑے تو وہ حاضر ہونے سے انکار نہ کریں بلکہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں۔ایسا کرنا ان پر واجب ہے۔
8۔ اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ قرضے کی رقم تھوڑی ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں اسے لکھنے میں کوتاہی نہ کی جائے۔
9۔ اگر قرض صرف ایک دو دن کے لیے یا چند گھنٹوں کے لیے لیا جا رہا ہے تو پھر اسے نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10۔ اگر خرید و فروخت کا کوئی بڑا معاملہ ہو جیسے کوئی شخص اپنا مکان، گاڑی یا باغ وغیرہ فروخت کر رہا ہے تو اس سودے پر بھی گواہی ہونی چاہیے۔

11۔ قرض کی دستاویز لکھنے والے کو یا گواہوں کو کسی قسم کا مالی یا جانی نقصان نہ پہنچایا جائے ایسا کرنا گناہ ہے۔

12۔ آخر میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کے بتائے ہوئے احکامات پر چلو کیونکہ وہی سب معاملات کو بہتر جانتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12۔اہل کتاب کی پیروی نہ کرنا

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ○ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ ﴾

[آل عمران:100،101]

”اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مان لو گے تو وہ تمہیں ایمان سے ہٹا کر پھر کافر بنا دیں گے۔ اور تم کس طرح کفر کی راہ پر چلو گے جبکہ تمہیں اللہ کی آیتیں سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے۔ اور جس نے اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا وہ سیدھی راہ پر آ گیا۔“

تشریح وتفسیر:

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے خبردار کیا ہے کہ تم اگر اہل کتاب کے ایک گروہ کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنا کر چھوڑیں گے۔ لہٰذا تم ان کا کہا نہ مانو بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

1۔ پہلی آیت میں ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ، جو دراصل یہودیوں کا مخالفِ اسلام گروہ تھا، کا کہا مانو گے تو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھیں کافر بنا کر دم لیں گے۔ لہٰذا ان کی سازشوں سے محتاط رہو۔

اس مقام پر اہل کتاب کے جس گروہ کا ذکر ہے اس سے یہودیوں کا وہ مخصوص گروہ مراد ہے جو اسلام اور اہل اسلام سے سخت دشمنی رکھتا تھا۔

یہ قرآن مجید کی انصاف پسندی ہے کہ اس نے تمام اہل کتاب کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکا بلکہ ان میں سے جو منصف مزاج لوگ تھے ان کو مستثنیٰ اور الگ کر دیا اور صرف ان یہودیوں کے خلاف بات کی جو اسلام دشمنی میں سب سے آگے تھے۔

2۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ اب جبکہ تمھیں اللہ کی آیتیں یعنی قرآن سنایا جا رہا ہے اور تمھارے درمیان اللہ کا رسولؐ بھی موجود ہے تو پھر یہ تمھاری بڑی بدبختی اور محرومی ہوگی اگر اس کے باوجود تم نے سازشی یہودیوں کی چالوں میں آکر کفر وارتداد کی راہ اختیار کر لی۔

لہٰذا تمھارے لیے کفر اور گمراہی سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ تم اللہ کی آیات اور رسول ﷺ کی ہدایات پر عمل کرو۔ یہی وہ سیدھا راستہ ہے جو منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13۔تقویٰ اختیار کرنا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

[آل عمران:102]

''اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک اسی کی فرماں برداری کرو۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں دو باتوں کا حکم دیا ہے۔ایک یہ کہ وہ تقویٰ اختیار کریں، دوسرے یہ کہ ان کو مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے رہنا چاہیے۔

اب ان دونوں امور کی وضاحت:

1۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب فرما کر انہیں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بہت سے صحابہ کرام گھبرا اُٹھے کہ ہم میں سے کون ہے جو اس طرح کا تقویٰ اختیار کر سکتا ہے۔پھر جب سورۃ التغابن کی آیت 16 نازل ہوئی جس میں یہ فرمایا گیا کہ:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[التغابن:16]

”پس اللہ سے اتنا ڈرو جتنا تمہارے بس میں ہے۔“

تو صحابہ کرام کو اطمینان حاصل ہوا۔

1۔ دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے رہنا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی راہ پر چلنا کوئی وقتی یا عارضی کام نہیں یہ ساری عمر کا معاملہ ہے۔پوری زندگی میں مشکلات کے باوجود اسی راہ پر چلنا اور اس سے وابستہ رہنا ہے پھر کہیں جا کر گوہرِ مقصود ہاتھ آئے گا۔بندے کو موت بھی آئے تو ایمان اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی حالت میں آئے۔

3۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی اس آیت کے دونوں احکام کی تعمیل اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک بندے پر اس کے رب کا خاص فضل و احسان نہ ہو۔لیکن جب کوئی بندہ اپنے رب پر پختہ یقین اور ایمان رکھتا ہے۔اخلاص دل سے اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔اسی پر بھروسہ کرتا ہے۔ہر وقت اسی سے مدد مانگتا ہے تو پھر اسے یہ توفیق مل جاتی ہے کہ وہ حتی الامکان تقویٰ کا وہ مقام حاصل کرلے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے اور پھر اپنی تمام عمر اپنے رب کی اطاعت وفرماں برداری میں گزار دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14۔ کافروں کو اپنا راز دار نہ بنانا

﴿ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَأْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ط وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ج قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ج وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ ط قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ ﴾

[آل عمران:118]

"اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم مشکل میں پڑو۔ ان کی دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہے اور جو بُغض ونفرت ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو ہم نے تمہارے لیے تمام نشانیاں واضح کر دی ہیں۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ کافروں اور غیر مسلموں کو اپنا راز دار نہ بنائیں۔

آیت کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سب سے پہلے ایمان والوں کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا کہ تم اپنے سوا غیروں کو یعنی غیر مسلموں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔

2۔ پھر اس حکم کا سبب بیان فرمایا کہ غیر مسلم تمہارے دوست نہیں ہو سکتے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے بدخواہ اور دشمن ہیں۔وہ تمہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ان کی خواہش ہے کہ تم ہر وقت کسی نہ کسی مصیبت میں پڑے رہو۔

3۔ پھر فرمایا کہ ان کے منہ سے تمہارے خلاف جتنی باتیں نکلتی ہیں اور جنہیں تم سنتے رہتے ہو، وہ اس سے کم ہیں جو نفرت ان کے دلوں میں پائی جاتی ہے۔
آیت کے سیاق وسباق میں غیروں سے مراد اگرچہ یہودی ہیں تاہم یہ حکم عام ہے اور اس میں ہر قسم کے غیر مسلم شامل ہیں۔

اس کی تازہ مثال موجود امریکی صدر بش کی وہ تقریر ہے جو اس نے 11 ستمبر کے واقعے کے فوراً بعد وہائٹ ہاؤس میں کی تھی اور مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ (Crusades) چھیڑنے کا ذکر کیا تھا لیکن بعد میں مصلحت کے تحت یہ کہنا شروع کیا کہ ان کا یہ مقصد نہ تھا ویسے جذبات میں ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے تھے۔ حالانکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دل میں جو نفرت ہے اس کا اظہار افغانستان اور پھر عراق پر حملے سے ہو گیا ہے۔

4۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ ہم نے تمہارے فائدے کے لیے واضح نشانیاں بتادی ہیں اب تمہیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ اور غیر مسلموں کو اپنا رازداں بنا کر گھاٹے کا سودا نہیں کرنا چاہیے۔

تاریخی واقعہ ہے کہ کسی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ''حیرہ'' کے ایک عیسائی کو جو ادیب اور خوش نویس ہے اپنا کاتب یعنی پرائیویٹ سیکرٹری (Private Secretary) بنالیں تاکہ وہ آپ کے خطوط وغیرہ لکھ دیا کرے۔اس پر آپ نے فرمایا:

''میں اہل ایمان کو چھوڑ کر کسی کافر کو اپنا رازدار نہیں بنا سکتا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کافروں، مشرکوں، ملحدوں، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، کمیونسٹوں اور مرزائیوں وغیرہ کو اپنا راز داں بنائیں۔ اگر وہ ان کو اپنے راز دیں گے تو اللہ تعالیٰ کے نافرمان بھی ٹھہریں گے اور دنیا و آخرت میں ذلت اور نقصان بھی اٹھائیں گے۔

اس قرآنی حکم میں امت کے موجودہ مسلمان حکمرانوں کے لیے بڑا سبق ہے جو آج نہ صرف غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنائے ہوئے ہیں بلکہ ان کے اشاروں پر بندروں کی طرح ناچتے اور ان کے آلۂ کار بن کر اپنے بھائی بندوں پر ظلم کے پہاڑ توڑتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج امتِ مسلمہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہی ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؁

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15۔ سود نہ کھانا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

[آل عمران: 130]

”اے ایمان والو! کئی کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو۔“

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب کر کے حکم دیا ہے کہ وہ سود کا مال نہ کھائیں بلکہ اللہ سے ڈریں تاکہ فلاح وکامیابی حاصل کرسکیں۔

رِبا یعنی سود کی تعریف یہ ہے کہ قرض پر اضافہ لینا۔ اسلام میں یہ حرام ہے۔ سب سے پہلے ارشاد ہوا کہ کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاؤ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تھوڑا سود لینا حلال ہے۔ بلکہ یہ اندازِ بیان سود کی مذمت اور اس کے گھناؤنے پن کو ظاہر کرنے کے لیے اختیار کیا گیا ہے کہ اپنی قرض میں دی ہوئی رقم کو بغیر تجارت میں لگائے یونہی بڑھاتے چلے جاتے ہو اور اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دیتے ہیں۔ اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو۔ اپنے حق سے زیادہ وصول کرتے ہو۔ یہ سراسر ناانصافی اور ظلم وزیادتی کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے تو تمہیں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا تھا۔ دوسروں کی ضرورت پوری کرنے، ان کی مالی امداد کرنے اور ان کو قرضِ حسنہ دینے کی تاکید فرمائی تھی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم مال و دولت کے اتنے حریص ہو کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بجائے سود کی حرام کمائی کھاتے ہو۔

دنیا میں سود کھانے کی ابتداء یہودیوں نے کی تھی، حالانکہ تورات میں بھی سود کو حرام کیا گیا تھا۔ آج بینکنگ (Banking) کے ذریعے یہودیوں نے سود کی لعنت کو منظّم طریقے کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔

لیکن اسلام میں تجارت حلال اور سود حرام ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سود کھانا چھوڑ دو تاکہ تم دنیا اور آخرت میں فلاح پاؤ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16۔ کافروں کا کہنا نہ ماننا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ ﴾

[آل عمران: 149، 150]

"اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی بات مانو گے تو وہ تمہیں اُلٹا کفر کی طرف پھیر دیں گے، اور پھر تم خسارے میں رہو گے۔ بلکہ تم اللہ کی اطاعت کرو، وہی تمہارا کارساز اور بہترین مددگار ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ تم کافروں کا کہنا نہ ماننا ورنہ وہ تمہیں بھی کافر اور نامراد بنا کر چھوڑیں گے۔

اس مقام پر درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:

1۔ ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ منافقوں اور یہودیوں نے جنگِ اُحد میں شکست کے بعد مسلمانوں میں یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت یا فرشتوں کی مدد حاصل نہیں ورنہ اُحد کی جنگ میں شکست نہ ہوتی۔ اس پروپیگنڈے کا اثر بعض کمزور ایمان والوں پر ہونے لگا تو اس کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ سب سے پہلے مسلمانوں سے یہ فرمایا گیا کہ اگر تم کفار کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں بھی کفر کی حالت میں لوٹا دیں گے اور پھر تم گھاٹے میں پڑو گے۔

3۔ اہل ایمان سے مزید فرمایا گیا کہ اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی تمہارا بہترین مددگار ہے۔ لہٰذا تم اسی پر بھروسہ رکھو، اسی کی طرف رجوع کرو اور اسی سے مدد مانگو۔

4۔ پھر ارشاد ہوا کہ ابھی غزوۂ اُحد کے بعد کفار کا پلہ بھاری نظر آتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جلد ہی ان کے حوصلے پست کر دے گا اور ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کا رُعب ڈال دے گا۔ کیونکہ شرک کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ وہ ایک جھوٹا نظریہ اور فریب ہے جس کے سہارے کوئی مشرک شخص بہادر اور طاقتور نہیں بن جاتا۔ اس کے مقابلے میں توحید کے عقیدے سے جو قوت ابھرتی ہے وہ اتنی عظیم ہوتی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

5۔ آخر میں فرمایا کہ کفار اور مشرکین کا ٹھکانا دوزخ ہے جو ظالموں کے لیے ایک بُرا ٹھکانا ہے۔

یاد رہے کہ یہاں پر ظالمین کا لفظ مشرکین کے لیے آیا ہے کیونکہ شرک بھی ظلم بلکہ سب سے بڑا ظلم ہے۔ جس میں بندہ اپنے رب کو اس کا سب سے بڑا حق نہیں دیتا اور اس کی صحیح اور سچی عبادت نہیں کرتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17۔کافروں اور منافقوں کے طریقے اختیار نہ کرنا

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾

[آل عمران:156]

”اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کفر کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں اور منافق ہیں۔ جو اپنے اُن بھائیوں کے بارے میں جو سفر یا جہاد میں جان دے دیتے ہیں، یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ”اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور قتل نہ ہوتے۔“ لیکن دراصل ان کا یہ خیال ان کی اس ندامت کا اظہار ہے جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر رکھی ہے۔ ویسے زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔“

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کے طور طریقے اور ان سے مشابہت اختیار نہ کریں۔

سب سے پہلے مسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی کہ وہ کفار اور منافقین کے سے طریقے اختیار نہ کریں اور ان کی پیروی ہرگز نہ کریں۔ وہ بزدل ہیں تمہیں بہادر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیے۔ وہ موت سے ڈرتے ہیں تمہیں موت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی تدبیروں اور حیلوں سے موت کو ٹال سکتے ہیں حالانکہ موت کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔

یہی وجہ ہے کہ جب ان کے بھائی بندوں میں سے یعنی مسلمانوں میں کسی کو سفر میں یا جہاد میں موت آ جاتی ہے تو یہی کافر اور منافق لوگ بڑی حسرت سے ان کے بارے میں کہنے لگتے ہیں کہ اگر فلاں شخص ہمارے پاس ہوتا یا ہمارے مشورے پر عمل کرتا تو اسے یوں موت نہ آ جاتی۔

چنانچہ غزوۂ احد کے بعد مدینے کے منافقین اور کفار نے شہدائے احد کے بارے میں یہی کہا تھا کہ اگر ہماری تدبیر اور مشورے پر عمل کیا جاتا تو لوگ یوں نہ مرتے۔ حالانکہ زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے۔ اس نے ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جو بہر حال اسے اس کے مقررہ وقت پر آ کر رہے گا خواہ کوئی مضبوط قلعوں ہی میں بند کیوں نہ ہو۔ جو لوگ اپنی تدبیر سے موت کی تقدیر کو بدلنا چاہتے ہیں وہ ناکام ہوں گے اور یہ ناکامی ان میں حسرت و پشیمانی اور بزدلی پیدا کرے گی۔

آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال دیکھ رہا ہے جس کا تم سے حساب لے گا۔ پھر وہ اچھے اعمال پر ثواب اور برے اعمال پر عذاب دے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18۔صبر واستقامت اور جہاد کی تیاری کا حکم

﴿ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا قف وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

[آل عمران:200]

"اے ایمان والو! صبر کرو، ثابت قدم رہو، دشمن کے مقابلے میں ہر وقت تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں کو مخاطب کر کے چار باتوں کی ہدایت فرمائی ہے:

1۔ صبر کرنا

2۔ ثابت قدمی اور استقامت اختیار کرنا

3۔ دشمن کے مقابلے میں تیار رہنا

4۔ تقویٰ اختیار کرنا یعنی اللہ سے ڈرنا

اب ان چاروں امور کی کچھ تفصیل:

1۔ صبر سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے احکام کی پابندی کرے، گناہوں سے بچے اور مصائب کو برداشت کرے۔ اہل ایمان میں صبر کا وصف ہونا ضروری ہے۔اس کے بغیر وہ ایمان کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے۔

2۔ ثابت قدمی اور استقامت اختیار کرنے کے لیے اصل لفظ" صَابِرُوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"استعمال ہوا ہے جس کا مصدر مَصَابِرَۃٌ ہے۔ اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔ خود حق پر ثابت قدم رہنا اور دوسروں کو حق پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کرنا۔ پھر اس میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھائی جائے اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔

3۔ دشمن کے مقابلے میں تیار رہنے کا حکم۔ اس کے لیے اصل میں " رَابِطُوْا " کا لفظ آیا ہے جس کا مصدر " مُرَابَطَۃٌ "یا" رِبَاطٌ " ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دشمن کے حملوں سے اسلامی سرحدوں کی حفاظت کی جائے۔ سرحدوں پر چوکیاں اور چھاؤنیاں قائم کی جائیں اور اسلحے اور دوسرے جنگی سامان سے دفاع کو مضبوط بنایا جائے۔

4۔ تقویٰ اختیار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے احکامات کی پابندی کرے اور ان کی خلاف ورزی کے برے انجام سے ڈرے۔

آخر میں فرمایا اگر تم یہ چیزیں اختیار کرو گے تو تمہیں دنیا اور آخرت میں فلاح نصیب ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19۔عورتیں وراثت کا مال نہیں

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾

[النساء: 19]

"اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم عورتوں کو وراثت سمجھ کر ان کے زبردستی وارث بن جاؤ۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نے جو مال انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ حصہ واپس لینے کے لیے انہیں تنگ کرو، مگر اس صورت میں جب وہ کھلی بدکاری کا ارتکاب کریں۔ اور دیکھو! اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اس میں تمہارے لیے بہت بڑی بھلائی رکھ دی ہو۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایک تو یہ حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں کو وراثت کا مال نہ سمجھیں۔ دوسرے یہ کہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کیا کریں۔ ہوسکتا ہے تمہیں کبھی اُن کی ایک چیز ناپسند ہو لیکن اسی میں تمہارا فائدہ مضمر ہو۔

آیت کے اہم امور یہ ہیں:

1۔ سب سے پہلے ایمان والوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ دورِ جاہلیت کے اس غلط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طریقے کو چھوڑ دیں جس کے تحت مرنے والے آدمی کے دوسرے ترکے کی طرح اس کی بیوہ بھی وراثت کا مال سمجھ کر لے لی جاتی۔ اس کا بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو زبردستی اپنی بیوی بنالیتا یا کسی اور سے نکاح کر کے اس کا مہر خود وصول کر لیتا یا اس کا کہیں اور نکاح نہ ہونے دیتا۔ لیکن اسلام نے ایک تو بیوہ کو وراثت میں سے حصہ دلوایا۔ دوسرے کسی بیٹے کا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح حرام قرار دیا۔

2۔ دوسرا حکم اس آیت میں اہل ایمان کو یہ دیا گیا ہے کہ اگر آدمی کو اس کی بیوی ناپسند ہو تو وہ اسے اس لیے تنگ نہ کرتا رہے کہ اس سے اپنے دیے ہوئے تحفے تحائف یا حق مہر میں سے کچھ مال واپس لے لے۔ البتہ اگر وہ بدکاری کی مرتکب ہوں تو پھر ان کو مناسب حال ایسی کوئی سزا دی جا سکتی ہے۔

3۔ پھر فرمایا کہ بیویوں سے اچھا سلوک کیا کرو۔ اگر ایک بیوی کی کوئی عادت تمہیں پسند نہ ہو یا وہ خوبصورت نہ ہو تو اس سبب سے اسے جلد طلاق نہ دے بیٹھو۔ ممکن ہے تمہیں اس کی ایک عادت اچھی نہ لگے لیکن اس کی کوئی اور عادت آپ کو پسند آ جائے گی۔ یا اس میں حسنِ صورت کی بجائے حسنِ سیرت ہو جو اکثر اوقات ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

”کوئی مسلمان مرد اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اسے اس کی کوئی ایک عادت پسند نہ ہو تو اسے اس کی کوئی دوسری عادت پسند آ جائے گی۔“

4۔ آخر میں فرمایا بعض اوقات تمہاری اپنی پسند اور ناپسند درست معیار نہیں ہوتی۔ تم ایک چیز کو پسند کرتے ہو مگر وہ تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے تم ایک چیز کو پسند کرتے ہو لیکن اسی میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھلائی اور فائدہ رکھا ہوتا ہے جو تمہیں بعد میں معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20۔ ناجائز طور پر دوسروں کا مال نہ کھانا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾

[النساء: 29]

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ۔ البتہ باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے جو مال حاصل کرو وہ کھا سکتے ہو۔ اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر کھانے سے منع فرمایا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:

1۔ سب سے پہلے ایمان والوں کو مخاطب کر کے یہ حکم دیا گیا کہ تم ایک دوسرے کا مال باطل، ناجائز اور حرام طریقوں سے نہ کھاؤ۔ جیسے رشوت، چوری، ڈاکہ، سود اور جوا وغیرہ سب حرام کی کمائی ہے۔

2۔ دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ ایسی تجارت اور اس کا منافع تمہارے لیے جائز ہے جس کا لین دین باہمی حقیقی رضامندی سے ہو۔ کسی دباؤ، مجبوری یا فریب کا نتیجہ نہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔اس کے تین مفہوم ہو سکتے ہیں اور تینوں ہی مراد ہو سکتے ہیں۔

ا۔ ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر کھانا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔اس سے پورے معاشرے میں خرابی واقع ہوتی ہے جس کا برا اثر خود آدمی پر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ آخرت میں اس کے سبب سے دوزخ کا عذاب ہوگا جو کہ ہلاکت و بربادی کا دوسرا نام ہے۔

ب۔ مسلمانوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنا سخت منع اور حرام ہے۔

ج۔ خودکشی (Suicide) نہ کرو۔

3۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خیر خواہ ہے۔وہ نہیں چاہتا ہے کہ تم ایک دوسرے کا مال ہڑپ کر جاؤ یا تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔وہ ہر حال میں تمہاری بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔ وہ تمہیں ایسے کاموں سے روکتا ہے جن میں تمہارا نقصان ہے۔ وہ تمہیں ایک دوسرے کے لیے ہمدرد اور خیر خواہ دیکھنا چاہتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21۔ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھنا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴾

[النساء:43]

''اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ جو کچھ تم زبان سے کہو اسے سمجھو۔ اور اسی طرح جب غسل کی حاجت ہو تو بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک غسل نہ کرلو۔ البتہ بغیر غسل کئے مسجد اور نماز کی جگہ میں سے گزرنے کی اجازت ہے۔ اور اگر تم بیمار ہو، یا سفر پر ہو، یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم بیویوں کے پاس گئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھیں۔ جنابت کی حالت میں بھی بغیر غسل کیے اور بغیر وضو کیے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ وضو یا غسل کی ضرورت ہو اور پانی میسر نہ ہو تو پھر تیمّم کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کے مضامین کے اہم نکات یہ ہیں:

1۔ سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ نشے کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ نشے کی چیز کا کھانا پینا حلال ہے۔ اسلام میں ہر نشہ آور چیز (Intoxicant) حرام ہے۔ یہ آیت اس زمانے میں نازل ہوئی جب ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ اصولی طور پر یہ حکم اب باقی نہیں ہے۔لیکن اس لحاظ سے اب بھی یہ حکم باقی ہے کہ اگر کوئی مسلمان نشے کی حالت میں ہو تو اس حالت میں وہ نماز ادا نہیں کر سکتا۔

2۔ اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ جب کوئی شخص جنابت کی حالت میں ہو تو وہ بغیر غسل کیے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ جنابت کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہی حکم ان عورتوں کے بارے میں ہے جو حیض و نفاس کی حالت میں ہوں۔ وہ بھی جب تک غسل نہ کرلیں گے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔

3۔ آیت میں تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ جنابت کی حالت ہو یا حیض و نفاس کی، ان حالتوں میں مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔ البتہ اگر کہیں جانے کے لیے مسجد میں سے گزرنا پڑے تو گذرنے کی اجازت ہے لیکن اس صورت میں بھی مسجد میں ٹھہرنا یا بیٹھنا جائز نہیں۔

4۔ آیت میں چوتھا حکم یہ دیا گیا ہے کہ اگر پانی نہ ملے یا غسل کرنے سے بیماری کا خطرہ ہو تو غسل کی جگہ تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

5۔ آیت میں پانچواں حکم یہ دیا گیا کہ اگر کوئی شخص مریض ہے، یا مسافر ہے، یا وہ رفع حاجت کر کے آیا ہے، یا اس نے بیوی سے جماع کیا ہے اور اسے پانی میسر نہیں ہے تو وہ ان تمام حالتوں میں جن میں وضو یا غسل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور مسجد میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔ پھر تیمم کا طریقہ بتایا گیا جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت 6 میں بھی بیان ہوا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں پاک صاف مٹی پر مارے جائیں اور ان کو ایک بار چہرے پر پھیر لیا جائے۔ پھر دوبارہ اسی طرح ہتھیلیوں کو مٹی پر مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیر لیا جائے۔ بس تیمّم ہو گیا۔ یہی تیمّم ہے جو وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہو جاتا ہے اور اس کے بعد نماز وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔

7۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اس لیے وہ تمہیں احکام میں آسانیاں اور رُخصتیں عطا فرماتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22۔ اللہ ورسولؐ اور اُولوالامر کی اطاعت کرنا

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾

[النساء:59]

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں سے اہل اختیار ہیں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے اولوالامر یعنی صاحب اختیار لوگوں کی اطاعت کریں۔ پھر اگر کبھی ان کا اپنے صاحبِ اختیار لوگوں سے کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو اس معاملے کو اللہ و رسولؐ کی طرف پھیر دیا جائے اور جو بات قرآن وسنت کے مطابق نکلے اسے لے لیا جائے اور جو اس کے خلاف ہوا سے چھوڑ دیا جائے اور اس طرح باہمی اختلافِ رائے کا فیصلہ کر لیا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اس آیت کی کچھ تفصیل:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اس سے مراد قرآن مجید کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی اس لیے ضروری ہے کہ وہی ہمارا خالق، رازق، حاکم اور معبودِ حقیقی ہے۔

2۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور اس کے نمائندے ہیں۔ ان کی اطاعت بھی اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اللہ و رسولؐ دونوں کی اطاعت غیر مشروط ہے اور فرض ہے۔

حضورؐ کی حیاتِ طیبہ میں آپؐ کے ہر حکم کی اطاعت اہل ایمان پر فرض تھی۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی سنت آپؐ کی قائم مقام ہے۔ لہٰذا اب سنت کی پیروی ہی رسولؐ کی اطاعت ہے۔

3۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو تم میں سے اولوالامر یعنی صاحب اختیار ہوں ان کی بھی اطاعت کرو۔ اس مراد خلیفہ یا اس کے مقرر کردہ حکام ہیں۔ اگر وہ موجود نہ ہوں تو پھر اس سے مراد علماء اور اہل بصیرت لوگ ہیں۔ لیکن ان کی اطاعت غیر مشروط نہیں ہے بلکہ مشروط (Conditional) ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے نام کے ساتھ آیت میں " أَطِيْعُوْا "(اطاعت کرو) کا لفظ نہیں آیا ہے جبکہ پہلے دو کے لیے آیا ہے۔ اولوالامر یا با اختیار لوگوں کی اطاعت اسی وقت کی جائے گی جب وہ خود اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوں۔ دوسروں کو جائز اور معروف کام کا حکم دیتے ہوں۔ لیکن اگر وہ خود اللہ و رسولؐ کی اطاعت کے پابند نہ ہوں یا کسی ناجائز یا منکر کام کے کرنے کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت کرنا شریعت میں واجب یا ضروری نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ آخر میں فرمایا کہ اولوالامر یا صاحبِ اختیار لوگوں سے تمہارا کبھی اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ و رسولؐ کی طرف لوٹا دو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پھر قرآن وسنت سے فیصلہ لو۔ جس کی بات قرآن وسنت کے موافق ہو اسے تسلیم کرلو اور جو بات قرآن وسنت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔ باہمی اختلاف دور کرنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ اسی طریقے میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23۔ دشمن سے ہوشیار رہنا

﴿ یَآ أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًاO ﴾

[النساء: 71]

”اے ایمان والو! اپنے دفاع کی تیاری کرو۔ پھر دستے بنا کر یا اکٹھے مل کر جہاد کے لیے نکلا کرو۔“

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں مسلمانوں کو کافروں اور دوسرے دشمنوں سے اپنا بچاؤ اور دفاع کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور موقع کی مناسبت سے ان کو منظم طور پر یا گوریلا جنگ لڑنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

یہ آیت اور اس سے آگے کی آیات غزوۂ اُحد کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ غزوۂ احد میں مسلمانوں کو ایک طرح کی شکست ہوئی تھی جس کے نتیجے میں اِدھر اُدھر کے کافر قبائل کے حوصلے بلند ہوگئے تھے اور وہ ہر وقت مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف رہتے تھے۔ یہ افواہیں گرم رہتی تھیں کہ کسی وقت بھی مدینے پر حملہ ہوسکتا ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنا اسلحہ اور دوسرا سامانِ جنگ ہر لمحے تیار رکھیں اور ہمہ وقت جہاد کے لیے کمر بستہ ہوں۔

پھر فرمایا جیسے حالات کا تقاضا ہو متحد اور منظم فوج کی طرح لڑائی لڑو یا پھر چھاپہ مار گوریلا جنگ کا انداز اختیار کرو۔ دونوں میں سے جو طریقہ مناسبِ حال ہو اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپناؤ۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کے صحابہ کرام نے موقع اور محل کے مطابق ان دونوں جنگی طریقوں سے جہاد کیا ہے اور کامیابی حاصل کی ہے۔

آج بھی اہل اسلام کو اپنے دشمنوں اور کفار کے مقابلے میں اپنے دفاع کے لیے ہر وقت چوکنا رہنا چاہیے۔ جہاد کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے اور اس کی تیاری میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اسی میں عزت اور سربلندی ہے ورنہ ذلت اور غلامی ان کا مقدر بن جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24۔ ہر معاملے کی تحقیق کرنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ز فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ط كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ ﴾

[النساء: 94]

"اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص راستے میں تمہیں سلام کرے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ اچھا، تم دنیوی زندگی کا سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمہارے لیے بہت سا مالِ غنیمت ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے پہلے تم بھی ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔ لہٰذا اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ جب تم کُفّار کے کسی علاقے پر حملہ کرو تو وہاں کے رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں تحقیق کر لیا کرو کہ وہ کہاں کہاں موجود ہیں تا کہ وہ تمہارے حملے سے محفوظ رہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکیں۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص دشمن کے علاقے میں یا دارالحرب میں اپنے ایمان کے ثبوت کے طور پر تمہیں سلام کرے تو تم مالِ غنیمت کے لالچ میں اسے کافر سمجھ کر قتل نہ کرو۔

اس آیت کے اہم امور حسب ذیل ہیں:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا کہ جب تم دشمن کے علاقے میں ہو یا دارالحرب میں ہو تو صرف کفار سے جنگ کرو اور وہاں کے مسلمانوں کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہ وہ کہاں موجود ہیں تاکہ حملے کے وقت ان کو نقصان سے بچا سکو۔

2۔ پھر فرمایا اگر دارالحرب میں کوئی شخص تمہیں سلام کرے یا تمہارے سامنے کلمہ پڑھے تو اس کے بارے میں یہ بدگمانی ہرگز نہ کرو کہ اس نے اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کیا ہے اور اسے کافر سمجھ کر قتل نہ کر دو تاکہ اس کا مالِ غنیمت حاصل کر سکو۔ ایک سَرِیّے کے دوران میں ایک صحابی سے ایسی ہی غلطی ہو گئی تھی جس پر حضورؐ نے سخت ناراضی کا اظہار فرمایا تھا۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ تمہارا کام مالِ غنیمت کے لیے جہاد کرنا نہیں ہے۔ مال غنیمت تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت زیادہ ہے۔ تمہارا کام دین حق کے کلمے کو بلند کرنا ہے۔ اس لیے جہاد کے دوران میں بدگمانی سے کسی بے گناہ مسلمان کو قتل نہ کرو۔ بلکہ تحقیق کر کے مناسب حال کاروائی کیا کرو۔ جہاد کافروں کے خلاف ہے مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے۔

4۔ پھر ارشاد ہوا کہ تم خود بھی اسلام لانے سے پہلے ایسے ہی تھے۔ کفار کے علاقے میں ان کے تسلط میں تھے۔ اگر اس وقت کوئی تمہارے بارے میں یوں بدگمانی سے کام لیتا اور تمہارے کلمہ پڑھ لینے یا سلام کرنے کو تمہاری جان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچانے کا بہانہ سمجھ کر تمہیں قتل کر دیتا تو تم کیا کر سکتے تھے۔اس وقت تمہارے پاس بھی سوائے کلمہ پڑھنے یا سلام کرنے کے اپنے ایمان کا کیا ثبوت ہو سکتا تھا۔

5۔ پھر فرمایا اب یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایک آزاد اور خود مختار علاقے کی کھلی فضا عطا فرمائی ہے۔تم ایک منظّم معاشرے کے فرد ہو۔لہٰذا اب تحقیق کر لیا کرو اور مسلمان اور کافر میں تمیز کیا کرو۔کسی شخص کے سلام کرنے یا کلمہ پڑھنے کو اس کے ایمان کی شہادت تسلیم کیا کرو۔تمہارا کسی کافر کو چھوڑ دینے میں غلطی کر جانا گوارا ہے مگر تمہارا ایک مسلمان کو قتل کرنے میں غلطی کرنا گوارا نہیں۔

6۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔وہ تم سے تمہارے تمام کاموں کا حساب لے گا کہ فلاں کام تم نے کس نیت سے کیا تھا۔پھر وہ اس کے مطابق اس کی جزا یا سزا دے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25۔ صحیح اور سچی گواہی دینا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴾

[النساء: 135]

''اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ یہ گواہی تمہیں اپنے خلاف، اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف دینی پڑے۔ مقدمے کا کوئی فریق مال دار ہو، یا غریب ہو مگر یاد رکھو، اللہ تم سے زیادہ دونوں کا خیر خواہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ خواہش نفس کی پیروی میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو۔ اگر تم لگی لپٹی بات کہو گے یا حق وانصاف کی بات سے پہلو تہی کرو گے تو یاد رکھو! تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ فرمایا ہے کہ وہ ہر حال میں حق وانصاف پر قائم رہیں۔ ہمیشہ صحیح اور سچی گواہی دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کی خبر رکھتا ہے اور وہ ان سے اس کا حساب لے گا۔

مذکورہ آیت کے اہم نکات یہ ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ حکم دیا گیا کہ تم عدل و انصاف پر قائم رہو اور اس کے علم بردار بن جاؤ۔ ہر ظلم کے خاتمے کے لیے انصاف کا جھنڈا بلند کرو۔ اور ہر جگہ عدل و انصاف قائم کرو۔

2۔ پھر فرمایا اللہ کے لیے انصاف کے گواہ بن جاؤ۔ ہر حال میں حق و انصاف کی بات کرو۔ صحیح اور سچی گواہی دو۔ غیر جانبدارانہ اور بے لاگ فیصلے کرو۔ عقیدے اور عمل کے اعتبار سے پورے دین کو اختیار کرو اور دنیا کے سامنے اس کی عملی شہادت پیش کرو۔ اسلام کا جیتا جاگتا اور سچا عملی نمونہ بن جاؤ۔

3۔ پھر فرمایا تمہیں ہر حال میں عدل و انصاف اور سچی گواہی کا دامن تھامنے رکھنا ہے۔ کسی کی خاطر ناانصافی نہیں کرنی۔ کسی کے لیے جھوٹی گواہی نہیں دینی خواہ اس سے تمہارے اپنے والدین، تمہارے رشتہ داروں، تمہارے دوست احباب، یا کسی غریب یا کسی امیر پر زد پڑے۔ تمہیں بہرصورت انصاف کرنا ہے، ٹھیک گواہی دینی ہے۔ لگی لپٹی رکھے بغیر صاف بات کہنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر ایک سے بالاتر ہے۔ وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے باقی سب اطاعتیں اسی کی اطاعت کے تابع ہیں۔

4۔ پھر فرمایا کہ خواہشات کی پیروی نہ کرو، ورنہ تم انصاف نہیں کرسکو گے۔ اگر ذاتی مفاد پیش نظر ہوگا تو سچی گواہی نہیں دے سکو گے۔ صحیح فیصلہ نہیں کرسکو گے۔ بلکہ تمہیں چاہیے کہ محض اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے سچی گواہی دو، انصاف کی کہو اور اس بارے میں کسی کی رُو رعایت نہ کرو۔

5۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اس لیے وہ آخرت میں تمہارے اعمال کا تم سے حساب لے گا اور نافرمانی اور خلاف ورزی پر سزا دے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

26۔ایمان پر ثابت قدم رہنا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴾

[النساء:136]

''اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ پر، اس کے رسولؐ پر، اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور ان کتابوں پر جو پہلے نازل کی گئیں۔ اور جو کوئی ایمان نہ لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں ایمان پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے۔ساتھ ہی ان کو یہ واضح کیا ہے کہ کفر سے بڑی اور کوئی گمراہی نہیں۔

آیت مذکورہ کے اہم مضامین یہ ہیں:

1۔ سب سے پہلے ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ یہ بظاہر عجیب سا لگتا ہے کہ ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ دراصل اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اپنے ایمان میں پختہ ہو جائیں۔ وہ صحیح معنوں میں ایمان پر قائم ہوں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔ وہ پکے اور سچے مسلمان بن کر رہیں۔ وہ ایمان کے لازمی تقاضوں کو پورا کریں۔ وہ اللہ و رسولؐ کے ہر حکم کی اطاعت کریں اور نافرمانی سے بچیں۔

2۔ آخر میں فرمایا گیا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرتا ہے وہ پرلے درجے کا گمراہ ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا گمراہی ہوگی کہ انسان اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانے۔ اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے اور اپنے حقیقی معبود کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پوجا کرے۔

یاد رہے کہ اسلام کے ایمانیات میں سے کسی ایک کا انکار سب کا انکار ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے مگر اس کے فرشتوں کو نہ مانے، یا رسولوں پر ایمان رکھے مگر کتابوں کو نہ مانے، کتابوں کو مانے مگر آخرت کو نہ مانے تو اس کا ایمان معتبر نہیں ہے بلکہ ایسا اعتقاد کفر ہے۔ حتیٰ کہ رسولوں میں سے کسی ایک رسول کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ کامل اور معتبر ایمان وہی ہے جس میں اسلام کے تمام ایمانیات شامل ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

27۔ کافروں سے دوستی نہ کرنا

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴾ [النساء: 144]

''اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف اللہ کی کھلی حجت قائم کرا لو؟''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا۔

کافروں کو دوست نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے دلی محبت نہ کریں۔ ان کو اپنا راز دار نہ بنائیں۔ ان سے دفاعی معاہدے نہ کریں۔ ان کے احکامات پر نہ چلیں۔ ان کے قوانین کو نہ اپنائیں۔ ان کو ملک میں کوئی پالیسی ساز عہدہ نہ دیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ان کی مدد اور نصرت نہ کریں۔

یہی مضمون سورۂ آل عمران کی آیت 118 میں آیا ہے کہ کافروں کو اپنا راز دار اور دوست نہ بناؤ۔ پھر آل عمران آیت 149 میں ہے کہ کفار کا کہنا نہ مانو۔ پھر المائدہ آیت 51 میں ہے کہ یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار اور اہل کتاب سے دوستی اور موالات حرام ہے۔ البتہ اس میں ایک استثنا (Exception) ہے کہ جب جان کا خطرہ ہو تو اس وقت جان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچانے کے لیے ان سے بظاہر دوستی اور جانبداری کا اظہار کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ آل عمران کی آیت 118 کے آخری ٹکڑے سے اس کا اشارہ نکلتا ہے۔ لیکن دل میں ان کے لیے محبت پھر بھی نہیں رکھنی چاہیے ورنہ گناہ گار ہوں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ کفر اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک آگ ہے تو دوسرا پانی ہے۔ ایک کی ترقی دوسرے کا تنزل ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور کفر وشرک کی راہ شیطان کی راہ ہے۔ اب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کا دوست بھی ہو، اسلام سے محبت بھی کرتا ہو مگر اس کے ساتھ ساتھ شیطان سے بھی دوستی رکھے اور کفر سے بھی عشق کرے۔ یہ تو کھلی منافقت ہے اور دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ اس کے نام لیوا اس کے دشمنوں سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں۔

جب بھی اہل اسلام نے مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں سے دوستی کی انہوں نے نقصان اٹھایا۔ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے اہل اسلام کو چھوڑ کر کفار سے دوستی کی۔ اپنوں سے غداری کی تو نتیجہ ذلت اور تباہی کی صورت میں نکلا۔ اندلس کی سرزمین، بغداد کے در و دیوار اور ہندوستان کا ہر علاقہ اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ مسلمانوں کے زوال اور ان کی بربادی کی سب سے بڑی وجہ ان کی یہی کفار سے دوستی اور موالات تھی۔

افسوس! آج بھی مسلمانوں کے حکمرانوں نے اپنی یہ روش ترک نہیں کی اور غیروں سے دوستی تو کیا ان کی غلامی اور خوشنودی کے لیے امت مسلمہ کی جڑیں کھودی جارہی ہیں۔

آخر میں فرمایا کہ جب مسلمان اپنے بھائیوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کریں گے تو یہ ایک ایسا جرم اور گناہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ ان کو کوئی بھی عبرت ناک سزا دے سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

28۔عہد کی پابندی کرنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○ ﴾

[المائدہ: 1]

''اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان پورے کرو۔ تمہارے لیے مویشی کی قسم کے سب جانور حلال ہیں سوائے ان کے جن کا ذکر آگے آئے گا۔ لیکن احرام کی حالت میں شکار کو حلال نہ سمجھو۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔''

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو پورا کیا کریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے لیے مویشی کی قسم کے جانور حلال ہیں۔ لیکن احرام کی حالت میں کسی جانور کا شکار جائز نہیں ہے۔ اور آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

اس آیت میں درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں عہد و پیمان پورے کرنے کا حکم دیا۔ عقود جمع ہے عقد کی اور اس میں ہر قسم کا وعدہ، عہد، معاہدہ، قول و قرار، قسم، امانت، کلمۂ طیبہ اور عہد اَلست وغیرہ سب شامل ہیں۔ گویا دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظوں میں پوری شریعت کی پابندی کا حکم دیا گیا جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سب آ گئے۔

2۔ پھر فرمایا کہ تمہارے لیے بَهِيمَةُ اور " اَلْاَنْعَام "دونوں قسم کے جانور حلال ہیں۔

عربی میں "اَنْعَام" سے مراد اونٹ، اونٹنی، بیل، گائے، بکرا، بکری اور دُنبہ و بھیڑ ہیں۔ یہ سب حلال جانور ہیں۔ عربوں میں یہی قربانی کے جانور بھی کہلاتے ہیں۔

" بَهِيمَة " کا لفظ " اَنعام " سے زیادہ وسیع اور عام ہے۔ اس سے وہ چوپائے جانور مراد ہیں جو "اَنْعَام" یعنی مویشیوں سے ملتے جلتے ہوں مگر درندے یا کچلیوں والے یا شکاری جانور نہ ہوں۔ یہ بھی حلال ہیں مثلاً ہرن، خرگوش، نیل گائے اور بھینس وغیرہ۔ مزید تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

3۔ پھر اس سلسلے میں ایک شرط لگا دی گئی کہ جو جانور حلال ہیں ان کا شکار کرنا اور کھانا بھی احرام کی حالت میں منع اور حرام ہے۔

4۔ آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ جو چاہے اپنے بندوں کو حکم دے۔ اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ لیکن وہ انہیں صرف ایسے احکام دیتا ہے جن میں بندوں کا فائدہ اور ان کی مصلحت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے تمام احکامات کی پابندی پورے اخلاص اور نیکی نیتی سے کرنی چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29۔ اللہ کے شعائر کا احترام کرنا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ وَ لَا آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ط وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ط وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا م وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ص وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ص وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ o﴾

[المائدہ:2]

"اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی، نہ حرمت والے مہینوں کی، نہ ان جانوروں کی جو قربانی کے لیے حرم میں لائے جائیں، نہ قربانی کے ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ حرمت والے گھر کی طرف آنے والوں کی جو اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ اور جب تم اِحرام کی حالت سے باہر آجاؤ تو پھر شکار کر سکتے ہو۔ اور دیکھو! جس قوم نے تمہیں مسجد حرام سے روکا، اس کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اُبھارے کہ تم زیادتی کرنے لگو۔ بلکہ تمہیں چاہیے کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ ہر حال میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے انہیں اللہ کے شعائر کا، حرمت کے مہینوں کا، قربانی کے جانوروں کا اور مسافر حاجیوں کا ادب و احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر احرام کی حالت ختم ہو جانے کے بعد شکار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر دشمن کے ساتھ بھی ناانصافی اور زیادتی نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کام میں تعاون نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آخر میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ عذاب دینے میں سخت ہے۔

اب ان مذکورہ امور کی کچھ تفصیل ملاحظہ ہو:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے شعائر کا احترام کیا کریں۔ ان کی بے حرمتی نہ کریں۔ ''شعائر اللہ'' سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا دین میں خاص ادب و احترام ہو یا ان کے بارے میں کوئی خاص حکم ہو اور وہ اہل دین کا شعار ہوں۔ ان کی بے حرمتی یا خلاف ورزی حرام ہو جیسے خانہ کعبہ، صفا، مروہ، قربانی کے جانور، مساجد، اذان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، طواف اور جہاد وغیرہ سب شعائر اللہ میں داخل ہیں۔

2۔ پھر حرمت والے مہینوں کا احترام کرنے کا حکم دیا۔ یہ چار مہینے ہیں ذیقعدہ، ذو الحجہ، محرم اور رجب۔ ان مہینوں میں جارحانہ جنگ چھیڑنا حرام اور منع ہے تاہم مدافعانہ جنگ جائز ہے لیکن بعض فقہاء کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

3۔ قربانی کے لیے اصل میں ''ہدی'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ اس جانور کو کہتے ہیں جو حج کی قربانی کے لیے حاجی اپنے ساتھ لے کر جائے۔ ان کا بھی احترام کرنے کا حکم ہے اور ان کو چھیڑنا یا نقصان پہنچانا منع ہے۔

4۔ ''قلائد'' ان جانوروں کو کہا جاتا تھا جو قربانی یا نذر کے لیے حرمِ مکہ لائے جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ان کے گلے میں پٹے پڑے ہوتے تھے۔ایسے جانوروں کا بھی احترام کیا جاتا ہے۔

5۔ پھر ان حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کا ادب واحترام کرنے کا حکم دیا گیا جو اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر اور اس کا فضل تلاش کرنے کے لیے خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہیں۔

6۔ پھر فرمایا کہ جب احرام کی حالت ختم ہو جائے تو پھر تمہیں شکار کرنے کی اجازت ہے۔

7۔ پھر ارشاد ہوا کہ جن مشرکین نے تمہیں مسجد حرام آنے سے روک دیا تھا۔ان سے دشمنی اور نفرت تمہیں اس بات پر نہ اُکسائے کہ تم ان سے زیادتی کرنے لگو۔

اس حکم کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکین قریش نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا۔جس کے بعد مسلمانوں کو غم وغصہ کی حالت میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ ہم بھی حج کے موسم میں کفار کے قافلوں پر چھاپے مارنے اور ان کو اپنے علاقوں میں سے گزرنے سے روک دیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے مسلمانوں کی ایسی کسی حرکت کو زیادتی قرار دیا اور اس سے منع فرمادیا۔

8۔ پھر فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کیا کریں مگر گناہ اور ظلم وزیادتی کے کسی کام میں ہرگز تعاون نہ کریں۔یہ ایک جامع اور اصولی حکم دیا گیا جس کا تعلق امت مسلمہ کے اپنے افراد کے درمیان بھی ہے اور یہ ان کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول بھی ہے۔

9۔ آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔تقویٰ اختیار کرو۔یہ وہ چیز ہے جس سے تمہارے لیے نیکی کرنا آسان ہوگا اور برائی سے بچنا بھی آسان ہو جائے گا۔اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ سزا دینے میں سخت ہے لہٰذا اس کے احکام کی خلاف ورزی کرکے اس کے غضب کو کبھی دعوت نہ دو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

30۔ وضو اور تیمّم

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾

[المائدہ:6]

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھو لو۔ اگر جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت سے ہو کر آئے یا تم نے بیوی سے صحبت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے، بلکہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تا کہ تم شکر گزار بنو۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے انہیں طہارت اور پاکیزگی کے حصول کے لیے وضو، غسل اور تیمّم کے احکامات دیے ہیں۔ ساتھ ہی یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا بلکہ وہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرنا چاہتا ہے۔

آیت میں درج ذیل امور بیان کیے گئے ہیں:

1۔ سب سے پہلے فرمایا گیا کہ اہل ایمان جب نماز پڑھنے کا ارادہ کریں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے وضو کر لیں۔ نماز کے لیے وضو کا ہونا فرض ہے۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔

آیت میں وضو کے چار فرائض بیان ہوئے ہیں:

1۔ پورا چہرہ دھونا
2۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا
3۔ سر کا مسح کرنا
4۔ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

احادیث میں مزید یہ ہے کہ سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں۔ پھر تین بار کلّی کی جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالا جائے۔ تمام اعضاء کو تین تین بار دھویا جائے۔ وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴾

"اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والا اور پاک صاف بنا دے!"

2۔ اگر جنابت کی حالت ہو تو پھر غسل کرنا فرض ہے۔ غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہاتھ دھوئے جائیں۔ پھر استنجاء کیا جائے۔ پھر کلی کی جائے۔ پھر ناک میں پانی ڈالا جائے اور پھر پورے بدن پر تین بار پانی ڈال کر دھولیا جائے۔ لیکن مسنون یہ ہے کہ غسل کے ساتھ پہلے وضو کرلیا جائے۔

3۔ پھر فرمایا اگر کوئی بیمار ہے یا مسافر ہے یا رفعِ حاجت کر کے آیا ہے یا اس نے اپنی بیوی سے مباشرت کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب بھی وضو یا غسل کی حاجت ہو مگر پانی دستیاب نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ تیمّم، وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہے۔

4۔ تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں مٹی پر مارے اور ان کو ایک بار چہرے پر پھیر لے۔ پھر دوبارہ اسی طرح ہتھیلیوں کو پاک صاف مٹی پر مارے اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیر لے۔ بس تیمّم ہو گیا۔

5۔ پھر فرمایا اللہ سبحانہٗ تمہیں تنگی یا مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تمہیں طہارت اور پاکیزگی سکھاتا ہے تاکہ تم ظاہری اور باطنی طور پر پاک صاف رہو۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کے آسان اور ہر جگہ دستیاب طریقے کا حکم دیا ہے۔

6۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک بہترین، آسان اور پاکیزہ دین کے احکامات دے کر دراصل تم پر اپنی نعمتیں پوری کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ تم ان احکام کا جو حقیقت میں نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے اس کے محبوب بندے بن جاؤ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

31۔ سچی گواہی دینا اور انصاف کرنا

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ﴾

[المائدہ:8]

"اے ایمان والو! اللہ کے لیے قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو۔ اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس پر نہ ابھارے کہ تم انصاف نہ کرو۔ ہر حال میں انصاف کرو۔ یہی تقوے سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ باخبر ہے اس سے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر حال میں حق و انصاف پر قائم رہنے، سچی گواہی دینے اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

آیت مذکورہ کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کر کے ان کو حق و انصاف پر قائم رہنے بلکہ اس کا علمبردار بننے کا حکم دیا ہے۔ سچی گواہی کی تاکید کی ہے اس طرح گویا ان کو پورے دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کر دی ہے۔

2۔ پھر فرمایا کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس پر نہ ابھارے کہ تم انصاف نہ کر سکو۔ بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر حال میں انصاف کرو۔ یہی تقوے کے قریب اور ایمان کا تقاضا ہے۔

لوگ عام طور پر دوسروں کی دشمنی اور نفرت میں حق و انصاف پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ انتقامی جذبے کے تحت عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور ظلم وزیادتی اور حق تلفی کرنے پر اتر آتے ہیں۔ اہل ایمان کو اس روش سے روکا گیا کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اپنا ہو یا پرایا، دوست ہو یا دشمن ہر کسی کے معاملے میں حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ تقویٰ کا یہی تقاضا ہے کہ ہر حال میں انصاف کیا جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔ ہمیشہ سچی گواہی دی جائے اور صحیح فیصلہ کیا جائے۔

3۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ تمہارے دلوں میں تقویٰ ہوگا تو تم دوسروں سے انصاف بھی کرسکو گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی پابندی کرسکو گے۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کا خیال رکھ سکو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ تمام نیکیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔

4۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اس لیے وہ تم سے تمہارے سب کاموں کا حساب لے گا۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں سبقت کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

32۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴾

[المائدہ: 11]

"اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو جب ایک گروہ نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کرے تو اللہ نے ان کا ہاتھ روک دیا۔ ہر حال میں اللہ سے ڈرو، اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنا ایک احسان یاد دلایا کہ اس نے ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی حفاظت فرمائی۔ لہٰذا انہیں اللہ سبحانہٗ ہی سے ڈرنا اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

1۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر اپنے اس فضل و احسان کا ذکر فرمایا جس کے تحت اس نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کی زد سے بچایا۔

معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے یہودیوں اور کفار نے کئی منصوبے بنائے مگر وہ ہر دفعہ ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

اسی طرح قریش نے کبھی خود اور کبھی دوسرے کافر قبائل کے ساتھ مل کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی مگر ہر مرتبہ منہ کی کھائی۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو قوت وشوکت سے نوازا۔

2۔ پھر فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اسی میں تمہارے لیے فلاح و کامیابی مضمر ہے۔

3۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ ایمان والوں کو ہر حال میں صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ وہی ان کا حامی و ناصر ہے۔ دشمنوں کے مقابلے میں وہی حفاظت فرمائے گا۔ دنیا اور آخرت کی کامیابی انہی کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے اور صرف اللہ سبحانہٗ پر توکل کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

33۔ تقویٰ، قربِ الٰہی اور جہاد کا حکم

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

[المائدہ: 35]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تین احکامات دیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ تقویٰ اختیار کریں، دوسرے یہ کہ وہ اللہ کا قرب تلاش کریں اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور آخر میں ان تینوں کا نتیجہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے ان کو فلاح اور کامرانی نصیب ہوگی۔

اب ان تینوں کی تفصیل:

1۔ سب سے پہلے ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ تقویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنا اور ان کی خلاف ورزی کے برے نتیجے سے ڈرنا۔

2۔ پھر فرمایا کہ اللہ ہی کا قرب تلاش کرو۔ اصل میں "اَلْوَسِيْلَه" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی عربی زبان میں قرب اور تقرب کے آتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے اعمال کرو جن سے تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے پہلے غیر اللہ کو وسیلہ بنا کر ان کی پوجا کی جائے۔ایسا کرنا شرک ہے۔

ایک حدیث میں ''وسیلہ'' سے جنت کا وہ بلند ترین درجہ اور مقام مراد لیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے قریب واقع ہے اور جس کا ذکر ہمیں اذان کے بعد کی دعا میں ملتا ہے۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔اس جگہ جہاد اپنے وسیع معنوں میں آیا ہے اور اس میں ہر قسم کا جہاد شامل ہے خواہ وہ جہاد بالمال ہو، جہاد بالنفس ہو، جہاد بالقلم ہو یا جہاد بالسیف ہو۔

یہ گویا اللہ کا قرب حاصل کرنے کا عملی طریقہ ہے کہ اس کی راہ میں جہاد اور مجاہدہ کیا جائے۔

آخر میں فرمایا کہ جب تم ان تینوں امور کی پابندی کرو گے تو تمہیں دنیا اور آخرت میں فلاح و کامرانی حاصل ہو گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

34۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بنانا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَ النَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

[المائدہ: 51]

"اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو انہیں اپنا دوست بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی نہ کریں۔ جو کوئی ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے شمار ہوگا۔

آیت کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ان سے دوستی حرام ہے۔

2۔ پھر فرمایا یہودی اور عیسائی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اسلام دشمنی میں متحد ہیں۔ وہ مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ وہ اسلام کو اپنے لیے ایک مشترکہ خطرہ سمجھتے ہیں جس کے مقابلے میں وہ ایک دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاون اور مددگار ہیں۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ جو مسلمان اس آیت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھیں گے ان کا شمار بھی انہی میں سے ہوگا۔ گویا ایسے لوگوں کے ایمان کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو جائے گا اور قیامت کے دن ایسے نام نہاد مسلمانوں کا حشر یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہوگا۔

4۔ آخر میں فرمایا کیا اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی اور موالات رکھیں گے خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوں وہ اللہ کے ہاں ظالم ٹھہریں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔ ایسے لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا ایمان معتبر نہیں۔ وہ اگر توبہ نہیں کرتے تو کفر کی حالت میں مریں گے اور دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

افسوس! آج کے نام نہاد مسلمان اور بالخصوص ان کے حکمرانوں کی اکثریت اپنے ذاتی مفاد کی خاطر یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست بنائے ہوئے ہے اور ان کے ساتھ مل کر اپنے مسلمان بھائیوں کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ یہ لوگ زبان سے قرآن کو ماننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر ان کا عمل اس کے بالکل خلاف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

35۔مُرتد نہ ہونا اور سچے ایمان والوں کی نشانیاں

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾

[المائدہ:54]

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ کو کوئی پروا نہیں۔ وہ اور ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ انہیں محبوب ہوگا۔ وہ مسلمانوں کے لیے نرم اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔“

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی شخص دین اسلام سے پھرے گا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ وہ تمہاری جگہ اور ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو سچے ایمان والے ہوں گے۔

اس آیت کے چند اہم نکات حسب ذیل ہیں:

1۔ جو مسلمان بھی کفار سے دوستی رکھیں گے وہ ان کے رنگ میں رنگے جا سکتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں۔ ان پر بھی کفار کا رنگ چڑھ سکتا ہے۔ وہ کافروں کی صحبت اختیار کر کے مرتد بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کسی مسلمان کے مرتد ہو جانے کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ وہ چاہے تو ان کی جگہ سچے ایمان والے پیدا کر دے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیت میں اگرچہ خطاب اہل ایمان سے ہے لیکن اس سے کمزور ایمان والے مسلمان اور منافقین مراد ہیں جو مفاد کی خاطر کفار سے بھی دوستی رکھے ہوئے تھے۔

2۔ سچے اور مخلص ایمان والوں کی پہلی صفت یہ بیان ہوئی کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

دوسری صفت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے نرم، شفیق اور مہربان ہوتے ہیں جبکہ کفار کے مقابلے میں سخت، بھاری اور غالب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام کی شان میں ارشاد ہوا کہ:

﴿ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾

[الفتح: 29]

"اور جو لوگ آپؐ کے ساتھی ہیں وہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔"

سچے ایمان والوں کی تیسری صفت یہ بیان ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ جہاد یہاں اپنے وسیع معنوں میں ہے اور ہر قسم کے جہاد و قتال کو شامل ہے۔

چوتھی صفت یہ بیان ہوئی کہ سچے ایمان والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ حق کی راہ میں چلتے ہوئے کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کرتے۔ وہ حق کے راستے پر چلتے رہتے ہیں۔ کسی کے الزام، اعتراض یا دشمنی کی پروا نہیں کرتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ صحابہ کرام میں یہ سارے اوصاف پائے جاتے تھے۔

آخر میں فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ایسے سچے ایمان والوں پر ہوتا ہے کہ وہ ان صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ ان کے پختہ ایمان اور نیکی کی وجہ ہی سے وہ اللہ کے فضل کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہ بڑی وسعت اور کشادگی والا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ بہت علم والا بھی ہے اور جانتا ہے کہ اسے کس پر کب کتنا فضل کرنا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

36۔ اُن اہل کتاب اور کفّار سے دوستی نہ کرنا جو دین کا مذاق اُڑائیں

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَ الْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ج وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا ط ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَo ﴾

[المائدہ: 57،58]

”اے ایمان والو! اہل کتاب اور کافروں میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا ہے، انہیں اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم واقعی ایمان والے ہو۔ جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اس کا مذاق اڑاتے اور کھیل بنالیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔“

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کو اور ان کے علاوہ دوسرے کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں جبکہ وہ تمہاری اذان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔

1۔ پہلی آیت میں مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ جو لوگ تمہارے سچے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہوں یا کفار ہوں، ان سے دوستی نہ کرو۔ ان سے دوستی کرنا حرام ہے۔ ہر حال میں اللہ سبحانہٗ سے ڈرتے رہا کرو۔ تمہارے ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کے دین کے دشمنوں سے دوستی نہ رکھو۔ تمہارے اندر اتنی غیرت وحمیت ہونی چاہیے کہ جن لوگوں نے تمہارے دین کو کھیل تماشا اور مذاق بنا رکھا ہے ان سے دوستانہ تعلق نہ رکھو۔

2۔ دوسری آیت میں اہل کتاب اور دوسرے کافروں سے دوستی نہ کرنے کا ایک سبب یہ بتایا گیا کہ جب تم اپنی نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو وہ تمہاری اس اذان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ گویا تمہارے دین کو حقیر سمجھتے ہیں اور گھٹیا حرکتوں پر اُتر آتے ہیں۔ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ عقل سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور مقبول دین کا اور اس کے شعائر مثلاً اذان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کی نقل اتارتے ہیں۔ اس کے الفاظ بدلتے ہیں۔ آوازیں کستے ہیں۔ ایسی نازیبا اور نامعقول حرکتیں کرتے ہیں جو صرف احمق اور بے عقل لوگ ہی کر سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ ''جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو'' سے پنج وقتہ نمازوں کی اذان مُراد ہے۔ جو بعض علماء کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ احناف کے ہاں سنت ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ یہ دین کے شعائر میں سے ہے۔ اس لیے اذان کا مذاق اڑانے والوں اور دین سے استہزاء کرنے والوں سے دوستی کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

37۔ حلال کو حرام ٹھہرانا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ ﴾

[المائدہ: 87،88]

''اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ سمجھو جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال ٹھہرایا ہے اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ نے جو حلال اور پاکیزہ روزی تمہیں دی ہے وہ کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تمہارا ایمان ہے۔''

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو خطاب کر کے ان کو چار احکام دیے گئے ہیں:

1۔ وہ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کر لیں

2۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز نہ کریں

3۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی پاکیزہ اور حلال روزی کھائیں۔

4۔ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کریں

پہلی آیت میں اہل ایمان کو دو احکام دیے گئے ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار نہ دیں۔ دوسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حد سے تجاوز نہ کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جو شخص اپنے لیے خود حلال و حرام مقرر کرتا ہے وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔

یہودیوں اور عرب کے مشرکین نے بہت سی حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور گمراہ ہو گئے تھے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو ایسی حرکت سے روکا ہے۔

حد سے تجاوز نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو نہ ٹھکرائے۔ وہ رہبانیت یا ترکِ دنیا اختیار نہ کرے۔ وہ پاک چیزوں کو ناپاک نہ سمجھے پاکیزہ اور حلال چیزوں کے استعمال میں فضول خرچی اور اسراف و تبذیر سے کام نہ لے۔

دوسری آیت میں بھی دو احکام کا ذکر ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھانا پینا اور استعمال سے لانا چاہیے۔ یہ نعمتیں ہیں جن سے فائدہ اٹھانا اور پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

پھر اسی آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ لہٰذا حلال و حرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابندی کرو اور اس کی خلاف ورزی سے بچو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

38۔شراب اور جوا وغیرہ حرام ہیں

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ عَنِ الصَّلٰوۃِ ج فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ o ﴾

[المائدہ:90، 91]

”اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے آستانے اور تیروں سے فال گیری، سب گندے کام ہیں شیطان کے، لہٰذا ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دیے۔ تو کیا تم ان برے کاموں سے باز نہیں آؤ گے؟“

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو خطاب کر کے چار چیزوں......شراب، جوئے، بتوں کی مورتیوں اور فال گیری......کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

مذکورہ آیات کے اہم نکات یہ ہیں:

1۔ پہلی آیت میں سب سے پہلے شراب، جوئے، بتوں اور فال کے تیروں کو رِجس یعنی ناپاک کہا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ پھر ان چاروں چیزوں کو شیطانی کام قرار دیا گیا۔

3۔ پھر ان چاروں بری چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا۔

4۔ پھر ان بری اشیاء سے باز رہنے اور رکنے والوں کے لیے فلاح و کامیابی کے انعام کا ذکر کیا گیا۔

5۔ دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ شیطان تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا باہمی اخوت اور بھائی چارہ قائم رکھنے کے لیے ان بری چیزوں سے اجتناب کرو اور شیطان کی پیروی نہ کرو جو تمہیں ان میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔

6۔ پھر فرمایا کہ شراب اور جوئے میں پڑ کر تم اللہ کے ذکر اور نماز سے بھی غافل ہو جاؤ گے۔ اس لیے ایسی چیزوں سے پرہیز کرو اور ان سے باز آ جاؤ۔

7۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں شراب کے لیے حرام کا لفظ نہیں آیا لہٰذا یہ حرام نہیں ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن میں تو یہ حکم بھی نہیں آیا کہ کتے کا گوشت حرام ہے تو کیا کسی مسلمان کے لیے کتے کا گوشت حلال ہو جائے گا؟ ایسا اعتراض کرنے والے بے چاروں کو یہ معلوم نہیں کہ قرآن مجید فقہ کی زبان اور اصطلاحات میں نازل نہیں ہوا۔ وہ جس چیز سے بھی منع کر دیتا ہے وہی حرام ہوتی ہے اور ان آیات میں کم سے کم چھ مختلف طریقوں سے شراب اور جوئے کو مذمت کرتے ہوئے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ پھر احادیث میں صاف طور پر شراب کے لیے حرام کا لفظ آیا ہے بلکہ صحیح مسلم کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث کے مطابق ہر نشہ آور چیز کو حرام بلکہ اس کی تھوڑی سی مقدار کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے اور ایک مسلمان جس طرح قرآن کے حکم کا پابند ہے اسی طرح سنت نبویؐ کے حکم کا پابند ہے۔

یاد رہے! سورۃ المائدہ کا یہ حکم شراب اور جوئے کے بارے میں آخری حکم ہے جس کے بعد مسلمانوں کے لیے یہ دونوں چیزیں ہمیشہ کے لیے منع اور حرام کر دی گئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

39۔ اِحرام کی حالت میں شکار نہ کرنے کی آزمائش

﴿ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُہٗ اَیْدِیْکُمْ وَ رِمَاحُکُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ بِالْغَیْبِ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o ﴾

[المائدہ:94]

"اے ایمان والو! اللہ تمہیں شکار کے ذریعے آزمائے گا جو تمہارے ہاتھوں اور تمہارے نیزوں کی زد میں ہوگا تا کہ اللہ یہ ظاہر کردے کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے۔ پھر جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمہیں احرام کی حالت میں جبکہ شکار کرنا منع ہے کچھ آسان شکار دکھا کر آزمایا جائے گا کہ تم اللہ کے حکم کے پابند رہتے ہو یا نہیں۔

"صید" اس جانور کو کہتے ہیں جسے لوگ کھانے کے لیے شکار کرتے ہیں۔

اس جگہ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تم مسلمانوں کو ایسے آسانی سے دستیاب ہونے والے شکار کے ذریعے امتحان میں ڈالے گا جو تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہوگا۔ تا کہ اہل ایمان کے تقویٰ اور ان کی وفاداری کا امتحان لیا جائے کہ کون اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور اس کے حکم کی آیت پابندی کرتا ہے اور کون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے خلاف کرتا ہے۔

اس آیت سے پہلے اسی سورۃ المائدہ کی پہلی آیت میں احرام کی حالت میں شکار کھیلنے کی ممانعت آ چکی تھی۔ گویا اب مسلمانوں کو خبردار کر دیا گیا کہ وہ ایسے موقع پر اس طرح نہ پھسل جائیں اور آزمائش میں ناکام نہ ہوں جیسے یہودی قوم ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنے کے معاملے میں پھسل گئی تھی اور پھر اللہ کے عذاب کی مستحق ہوئی تھی۔ اب اگر تم بھی پھسلو گے تو تم پر بھی کوئی دردناک عذاب آ سکتا ہے۔

یاد رہے کہ اس زمانے میں شکار کھیلنا عربوں کی روزی کا ایک اہم ذریعہ تھا جس کی وجہ سے یہ پابندی ان کے لیے واقعی سخت امتحان تھا، خاص طور پر جبکہ وہ آسانی سے قابو میں آنے والا بھی ہو۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر یہی ہوا۔ اس وقت شکار اتنا کثرت سے اور اتنا قریب تھا کہ بآسانی ہاتھوں سے اور نیزوں سے مارا جا سکتا تھا۔ لیکن صحابہ کرام اس آزمائش میں بھی پورے اترے تھے۔

احرام کی حالت میں مُحرم کا خود شکار کرنا یا کسی کو شکار کرنے میں مدد دینا دونوں منع ہیں۔ البتہ موذی جانوروں مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ کو احرام کی حالت میں بھی مار دینے کی اجازت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

40۔ اِحرام کی حالت میں شکار نہ کرنا

﴿ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًا ۢبٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ o ﴾

[المائدہ: 95]

"اے ایمان والو! شکار نہ کرو جبکہ تم حالتِ احرام میں ہو اور تم میں سے جو شخص جان بوجھ کر شکار مارے گا تو اس کا کفارہ اُسی طرح کا ایک جانور ہے جیسا اس نے مارا ہے۔ اور اس بات کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے اور یہ کفارے کا جانور حرمِ کعبہ تک پہنچایا جائے یا کفارے میں چند محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے یا اس کے برابر روزے رکھے جائیں تاکہ وہ شخص اپنے کیے کی سزا چکھے۔ اس سے پہلے جو ہو چکا اللہ نے معاف کیا، لیکن جو کوئی پھر ایسا کرے گا تو اللہ اس سے اپنی نافرمانی کا بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے اور بدلہ لینے والا۔"

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو احرام کی حالت میں شکار کھیلنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں جان بوجھ کر کوئی جانور شکار کرے گا تو اسے کفارے کے طور پر شکار کیے ہوئے جانور جیسے کسی اور جانور کی قربانی دینی پڑے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیت کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سب سے پہلے یہ فرمایا گیا کہ جو شخص احرام کی حالت میں ہو خواہ وہ احرام حج کے لیے باندھا گیا ہو یا عمرے کے لیے، دونوں صورتوں میں اس کے لیے کسی جانور کا شکار کرنا منع ہے۔

2۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی مرد یا عورت نے احرام کی حالت میں کسی جانور کا شکار کرلیا تو اب اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ کفارہ شکار کیے ہوئے جانور کے برابر کوئی اور جانور خرید کر اس کی قربانی کرنی ہوگی۔ یہ قربانی مکہ مکرمہ کے حرم میں ہونی چاہیے۔ جانوروں کی برابری کا فیصلہ دو معتبر آدمی کریں گے جن کو ایسی چیزوں کا تجربہ ہو۔ مثلاً شتر مرغ کا شکار کرنے پر اونٹ کی قربانی دینی ہوگی۔ نیل گائے کا شکار کرنے پر گائے کی قربانی ہوگی۔ اسی طرح ہرن کا شکار کرنے پر بکری کی قربانی کی جائے گی۔

3۔ کفارے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس جانور کی قیمت کا غلّہ یا اناج یا رقم کسی محتاج کو دے دی جائے۔

4۔ کفارے کی تیسری صورت یہ ہے کہ جانور کی قیمت کا جتنا اناج ملتا ہو اس کا حساب کیا جائے اور ہر آدھے صاع کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لیا جائے۔

5۔ پھر فرمایا کہ یہ کفارہ اس لیے ہے تا کہ احرام کی حالت میں شکار کرنے والا اپنی اس حرکت کا مزا چکھ لے۔

6۔ آخر میں فرمایا کہ جو کچھ پہلے ہو چکا سو ہو چکا، اس کی معافی ہے۔ آئندہ جو شخص اس حکم کے آجانے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سزا دے گا اور وہ انتقام لینے والا ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک احرام کی حالت میں کیے ہوئے شکار کا فدیہ یا کفارہ دینا واجب ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید کی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

41۔ فضول سوالات نہ کرنا

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَ اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَکُمْ ط عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ o قَدْ سَاَلَھَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِھَا کٰفِرِیْنَ o﴾

[المائدہ: 101،102]

''اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ اور اگر تم ان کے متعلق ایسے وقت میں جبکہ قرآن نازل ہورہا ہے، پوچھو گے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی۔ اب تک جو کچھ ہوا اسے اللہ نے معاف کردیا۔ آئندہ احتیاط کرو۔ ویسے اللہ بخشنے والا اور تحمل والا ہے۔''

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فضول سوالات کرنے سے روکا گیا ہے۔

ان آیتوں کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سب سے پہلے ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سوالات نہ کرو جن کے جوابات سن کر تمہیں ناگواری محسوس ہو۔

2۔ پھر فرمایا کہ تم نے اس سے پہلے جو فضول سوالات کیے تھے اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری اس حرکت کو معاف کر دیا ہے۔آئندہ احتیاط کرو۔

بعض روایات میں ہے کہ شروع شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض مسلمانوں نے کچھ فضول قسم کے سوالات کیے تھے۔مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ کسی نے اپنی ولدیت کی تحقیق کے لیے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ حضورؐ نے اس کا جواب دیا تھا۔مگر آپؐ نے اس شخص کے اس سوال کو ناپسند فرمایا تھا۔

اسی طرح ایک اور موقع پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض ہو گیا ہے۔اس پر کسی نے بات کاٹتے ہوئے سوال کیا کہ کیا ہر سال حج فرض ہے۔ اس پر آپؐ خاموش رہے۔اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا مگر ہر بار حضورؐ نے خاموشی اختیار کیے رکھی۔کچھ دیر کے بعد فرمایا:

''ایسے سوالات نہ کیا کرو۔اگر میں جواب میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور پھر تمہارے لیے تنگی اور مشقت ہوتی۔''

3۔ پھر فرمایا کہ تم سے پہلے ایک قوم نے بھی فضول اور بے فائدہ سوالات کیے تھے۔پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی نہ کی بلکہ نافرمانی کی۔ احکامِ الٰہی کا انکار کیا اور ہلاک ہوئے۔اس سے بنی اسرائیل کی قوم کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فضول سوالات کیے مثلاً یہ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کھلم کھلا سامنے دکھاؤ۔اسی طرح ایک گائے ذبح کرنے کے حکم پر کئی سوالات کرنے لگے کہ وہ گائے کیسی ہو، اس کا رنگ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے فضول سوالات کرنے والوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

4۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں ناپسند ہیں جن میں سے ایک بہت زیادہ سوالات کرنا بھی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ضروری سوال نہ کیا جائے۔ بلکہ دین کو سمجھنے سمجھانے کے لیے سوالات کرنے کی اجازت ہے۔

5۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم کا ادب واحترام کرنا چاہیے۔ ان سے فضول سوال نہ کیا جائے اور ان کا امتحان لینے کی غرض سے بھی ان سے سوالات نہ کیے جائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

42۔ صرف اپنی جواب دہی ہے دوسروں کی نہیں

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ج لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ط اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o ﴾

[المائدہ: 105]

"اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو، کوئی اور گمراہ ہو تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں اگر تم ہدایت پر ہو۔ تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کا جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے رہے۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو اپنی اصلاح کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی یہ واضح فرما دیا ہے کہ دوسروں کا گمراہ ہونا ان کے لیے آخرت میں نقصان کا باعث نہ ہو گا جبکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوں۔

اس آیت کے اہم مضامین یہ ہیں:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو اپنی فکر کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ خود نیکی کریں اور برائی سے بچنے کی کوشش کریں۔

2۔ اگر دوسرے لوگ گمراہ ہوں تو ان کی گمراہی کا وبال خود ان پر ہے۔ ایک کی گمراہی کا نقصان دوسرے کو نہیں پہنچے گا۔ ایک کے گناہوں پر دوسرا نہیں پکڑا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ پھر فرمایا تم سب کو ایک دن اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر اس کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے پیش ہونا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اچھے برے اعمال سے آگاہ فرمائے گا اور انصاف کے ساتھ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جو جنت کا مستحق ہوگا اسے جنت میں بھیجے گا اور جو دوزخ کا سزاوار ہوگا اسے دوزخ میں ڈالے گا۔

4۔ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص صرف اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ خود نیک ہے، متقی اور پرہیزگار ہے تو یہ اس کی نجات کے لیے کافی ہے۔ دوسروں کو دعوت و تبلیغ کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن قرآن مجید کی کسی آیت کے ایسے معنی نہیں لیے جاسکتے جو خود قرآن کی دوسری تعلیمات کے خلاف ہوں۔ قرآن میں اہل ایمان کا یہ فریضہ بتایا گیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کو ساقط نہیں کیا جاسکتا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے حوالے سے ایک موقع پر خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے فرمایا:

"اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو لیکن اس کا اصل مطلب چھوڑ کر اس سے غلط مطلب نکالتے ہو۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "جب لوگ برائی کو دیکھیں اور اس سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کردے۔""

5۔ اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان خود نیک ہو، دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتا ہو، ان کو برائیوں سے روکتا ہو تو جو لوگ اس کے سمجھانے کے باوجود گناہوں سے باز نہ آئیں تو ان کے گناہوں کا مواخذہ اور وبال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسلمان پر نہیں پڑے گا۔ ایسا مسلمان دوسروں کے برے اعمال پر آخرت میں نہیں پکڑا جائے گا۔ بلکہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا اور اس سے صرف اس کے اپنے اعمال کا حساب ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴾

[الانعام:164]

''اور کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

43۔ وصیت پر مسلمانوں یا غیر مسلموں کی گواہی

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَھَادَۃُ بَیْنِکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّۃِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِکُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃُ الْمَوْتِ ط تَحْبِسُوْنَھُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوۃِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِہٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی لا وَ لَا نَکْتُمُ شَھَادَۃَ اللّٰہِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ o فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓی اَنَّھُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَھُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْھِمُ الْاَوْلَیٰنِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ لَشَھَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَھَادَتِھِمَا وَ مَا اعْتَدَیْنَآ صلے اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ o ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّھَادَۃِ عَلٰی وَجْھِھَآ اَوْ یَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِھِمْ ط وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اسْمَعُوْا ط وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ o ﴾

[المائدہ: 106تا108]

”اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے اور وہ وصیت کرنا چاہے تو اس کے لیے گواہی کا نصاب یہ ہے کہ تم میں سے دو عادل مسلمان گواہ ہوں۔ یا اگر تم سفر پر ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آ جائے تو پھر دو غیر مسلم گواہ بھی لیے جا سکتے ہیں۔ پھر اگر تمہیں گواہی میں شبہ ہو تو دونوں گواہوں کو نماز کے بعد روک لو اور وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں کہ ''ہم کسی قیمت کے عوض اس گواہی کو نہیں بیچیں گے خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ نہ ہم اللہ کی گواہی کو چھپائیں گے ۔ اگر ہم ایسا کریں تو بے شک ہم گناہ گار ہوں گے۔ پھر اگر پتہ چلے کہ ان دونوں گواہوں نے کوئی حق تلفی کی ہے تو ان کی جگہ دو نئے گواہ ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کا حق پہلے دو گواہوں نے مارنا چاہا تھا۔ اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ''ہماری گواہی پہلے دونوں کی گواہی سے زیادہ صحیح ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالموں میں سے ہوں گے۔''

یہی بہتر طریقہ ہے کہ لوگ ٹھیک گواہی دیں یا انہیں کم سے کم اس بات کا کھٹکا تو رہے گا کہ ان کی قسموں کے بعد دوسروں کی قسموں سے کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے۔ بہر حال، اللہ سے ڈرو، اس کا حکم سنو اور مانو۔ یاد رکھو! اللہ نافرمانوں کو سیدھے راستے پر نہیں چلاتا۔''

تشریح وتفسیر:

ان تینوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو وصیت کے حوالے سے بعض خاص احکام دیے ہیں تا کہ وہ ان پر آسانی سے عمل کر سکیں۔

1۔ سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص جو مرنے کے قریب ہو کوئی وصیت کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ اس وصیت پر دو معتبر اور عادل مسلمان مرد گواہ بنا لیے جائیں۔

2۔ اگر مرنے والا شخص کسی ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں دو معتبر اور عادل مسلمان گواہ میسر نہ آ سکتے ہوں تو پھر دو غیر مسلموں ہی کو گواہ بنا لیا جائے۔

3۔ اگر کسی وجہ سے گواہوں کی گواہی میں کوئی شک وشبہ پیدا ہو تو گواہوں کو نماز (عصر) کے بعد سب کے سامنے روک لیا جائے اور ان سے یوں قسم لی جائے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اپنی قسموں پر کوئی ذاتی مفاد حاصل نہیں کرر ہے، نہ ہم اللہ کی گواہی کو چھپا رہے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو بے شک گناہ گار ہوں گے اور ہم اپنے لیے کوئی گناہ پسند نہیں کرتے۔''

یہ قسم صرف اس صورت میں لی جائے گی جب گواہوں کے معتبر اور عادل ہونے میں شک ہو تا کہ اس شک کو دور کر کے گواہی کو اطمینان بخش قرار دیا جاسکے اور صحیح فیصلہ ہو سکے۔

4۔ لیکن اگر یہ صورت ہو کہ ان گواہوں کی بددیانتی یا غلط بیانی سامنے آجائے جس کی وجہ سے ان کی گواہی پر اطمینان نہ رہے تو پھر ان کے بجائے دو نئے گواہ کھڑے ہوں اور وہ ایسی ہی قسم کھا کر شہادت دیں کہ ان کی شہادت پہلے دونوں گواہوں کی شہادت سے زیادہ صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے۔ اور ہم ان پہلے گواہوں پر الزام لگانے میں کوئی زیادتی نہیں کرر ہے اور نہ کوئی ناحق بات کہہ رہے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہریں گے۔

5۔ پہلی دونوں آیتوں کے احکام کے بارے میں فرمایا کہ گواہی کا یہ طریقہ اختیار کرنے سے گواہی ٹھیک ہوگی۔ کیونکہ جو شخص بھی گواہ بنے گا اگر وہ غلط گواہی دے گا تو اسے اپنی گواہی کی تردید کا اور اس کے قبول نہ ہونے کا کھٹکا رہے گا۔ اس لیے وہ صحیح گواہی دے گا۔

6۔ تیسری آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی کہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے نیاز ہو جاتے ہیں وہ فاسق ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یاد رہے! اس مقام پر '' فاسقین '' کا لفظ فقہ کی اصطلاح میں نہیں آیا ہے بلکہ قرآن کی اپنی اصطلاح کے مطابق اس میں کفر بھی شامل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

44۔ جہاد کے میدان سے نہ بھاگنا

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ○ وَ مَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ○ ﴾

[الانفال: 15، 16]

”اے ایمان والو! جب تمہارا مقابلہ کافروں کے لشکر سے ہو تو پیٹھ نہ دکھاؤ۔ اور جس نے ایسے موقع پر پیٹھ دکھائی تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ البتہ اگر پیچھے ہٹنا جنگی چال کے لیے ہو یا دوسرے لشکر سے جا ملنے کے لیے ہو تو اس کی اجازت ہے۔“

تشریح و تفسیر:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اہل ایمان کو میدانِ جنگ میں پیٹھ دکھا کر بھاگنے سے منع فرمایا ہے اور اس حکم کی خلاف ورزی پر اپنی ناراضی اور دوزخ کے عذاب کی دھمکی دی ہے۔

اب ان آیات کے نکات ترتیب وار ملاحظہ کیجئے:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا کہ جب کبھی ان کا مقابلہ کفار سے ہو تو لڑائی میں پیٹھ نہ دکھائیں اور میدانِ جہاد سے نہ بھاگیں کیونکہ اس سے پورے لشکر کا حوصلہ (Morale) پست ہوتا ہے اور شکست ہوتی ہے بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈٹ کر اور ثابت قدم رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔

2۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی مجاہد جنگی تدبیر یا جنگی حکمت عملی (War Strategy) اختیار کرے ایک مورچے سے دوسرے مورچے کی طرف چلا جائے یا ایک محاذ سے دوسرے محاذ کی جانب جائے یا اپنے ہی لشکر سے ملنے کے لیے اِدھر اُدھر ہو جائے یا کوئی پینترا بدلے تو یہ تمام صورتیں جائز ہیں اور یہ پیٹھ دکھانا شمار نہ ہوگا اور اس پر گناہ بھی نہیں ہوگا بلکہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرنے کی اجازت ہے۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ جو مجاہد بزدل ہو کر میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور وہ آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنے گا جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ میدانِ جہاد سے پیٹھ دکھا کر بھاگنا کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں میدانِ جہاد سے بھاگنے کو سات بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو آج پھر کفار سے جہاد کرنے کی توفیق دے اور ان کو ایسی ہمت اور استقامت دے کہ وہ میدانِ جہاد سے پیٹھ دکھا کر نہ بھاگیں بلکہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند صف آرا ہو کر جہاد کریں اور موجودہ ذلت اور مظلومی کی زندگی سے نکلیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

45۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنا اور منافقت سے بچنا

﴿ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ o اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ o وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ط وَ لَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ o ﴾

[المائدہ: 20 تا 23]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اس کے حکم سے رُوگردانی نہ کرو جبکہ تم اسے سن رہے ہو۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ اللہ کے نزدیک بدترین جانور وہ لوگ ہیں جو بہرے گونگے بن جاتے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور اگر اللہ ان لوگوں میں کوئی بھلائی دیکھتا تو ضرور انہیں سننے کی توفیق دیتا لیکن وہ تو ایسے ہیں کہ اگر اللہ انہیں سنوا بھی دے تو وہ اس سے اِعراض کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔"

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی نافرمانی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی منافقین جیسا رویہ اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔

اب ان آیات کے مضامین کی کچھ تفصیل:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو اللہ سبحانہٗ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا گیا، کیونکہ ایمان لانے کا تقاضا یہی ہے اور ہر مومن کو اللہ و رسولؐ کے احکام کی پیروی کرنی چاہیے۔

2۔ پھر اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

3۔ مسلمانوں کو ایسا رویہ اختیار کرنے سے روکا گیا جو رویہ یہودیوں اور منافقوں کا تھا۔ جو صرف زبانی جمع خرچ کرتے تھے۔ ان کے قول وفعل میں تضاد تھا۔ دین کی باتیں اول تو سنتے نہ تھے، اگر کچھ سن لیتے تو ان کا عمل اس کے خلاف ہوتا تھا۔

4۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق وہ انسان ہیں جو جان بوجھ کر گونگے بہرے بن جاتے ہیں اور اپنی عقل سے کام نہیں لیتے۔

5۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ صرف انہی لوگوں کو حق بات سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے، جن میں کچھ صلاحیت ہوتی ہے۔ جو حق بات سننے کا جذبہ اور شوق رکھتے ہیں۔ جن کا ارادہ نیک ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور سیدھی راہ پر چلنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ ان اوصاف سے محروم ہوتے ہیں ان کو نہ تو حق بات کا سننا نصیب ہوتا ہے اور نہ اس پر عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

46۔ اللہ اور رسول ﷺ کی پکار کا جواب دینا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾

[الانفال: 24، 25]

" اے ایمان والو! اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول ﷺ تمہیں اس چیز کی طرف بلا رہا ہے جو تمہیں زندگی دینے والی ہے۔ اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ تم سب کو اسی کی طرف اکٹھا ہونا ہے۔ اور ڈرو اس فتنے سے جس کا وبال صرف ان لوگوں پر نہیں پڑے گا جو تم میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تاکید کی گئی ہے اور اس فریضے سے کوتاہی کرنے پر عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

اب ان آیتوں کے بنیادی نکات پر غور کیجئے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کر کے اللہ و رسولؐ کے احکامات کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ میں تمہارے لیے زندگی کا پیام ہے۔ کس قسم کی زندگی کا؟ ایک اطمینان بخش روحانی اور ایمانی زندگی کا جو آخرت میں جنت کی خوشگوار ابدی زندگی میں تبدیل ہو جائے گی۔ جبکہ کفار کی زندگی صرف جسمانی ہے۔ وہ روحانی اعتبار سے مردہ ہیں اس لیے وہ آخرت میں بھی اچھی زندگی سے محروم رہیں گے۔ انہیں صرف عذاب کی زندگی ملے گی۔

3۔ پھر فرمایا کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہیں ہر حال میں نیکی اختیار کرنی ہے اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دینی ہے۔ خود برائی سے بچنا ہے اور دوسروں کو برائی سے روکنا ہے۔ جب نیکی کرنے کا وقت ہو تو جلدی کر لینی چاہیے ہو سکتا ہے بعد میں اس کا ارادہ بدل جائے۔ اسی طرح برائی سے بھی جلد توبہ کر لینی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں گناہ سے توبہ کرنے کی توفیق ہی نہ ملے۔

دراصل اللہ تعالیٰ کا بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہونا اس کے اس قانون کو واضح کرتا ہے کہ جو لوگ نیکی کرنے میں یا توبہ کرنے میں تاخیر سے کام لیں گے تو ہو سکتا ہے ان کو بعد میں اس کی توفیق ہی نہ ملے۔ اس لیے بہت محتاط رہنا چاہیے اور نیکی کے کام میں جلدی کرنی چاہیے اور گناہوں سے بھی جلد از جلد توبہ کرنی چاہیے۔

4۔ پھر ارشاد ہوا کہ یہ کبھی نہ بھولو کہ تمہیں ایک دن اللہ تعالیٰ کے پاس حساب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کے لیے اکٹھا ہونا ہے۔

5۔ پھر فرمایا ایسے فتنے یعنی عذاب سے بچو جو صرف ظالموں اور گناہ گاروں پر نہیں آئے گا بلکہ اس میں وہ ''نیک لوگ'' بھی پس جائیں گے جو برائی کو دیکھ کر یا تو اس پر راضی رہے یا خاموش رہے اور انہوں نے دوسروں کی اصلاح کرنے کی کوشش نہ کی۔

6۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے، اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر دل سے اسے برا جانے۔اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

7۔ ایک حدیث میں یہ دعا آئی ہے کہ:

﴿ اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ ط ﴾

''اے اللہ ! اے دلوں کے پھیرنے والے ! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔''

8۔ آخر میں فرمایا کہ نافرمانوں کے لیے اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جس سے ہر وقت پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

47۔ اللہ اور رسول ﷺ سے خیانت نہ کرنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَ الرَّسُولَ وَ تَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَ أَنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ وَ اعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ أَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○ ﴾

[الانفال: 27، 28]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بے ایمانی نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو جبکہ تم جانتے ہو کہ یہ بری چیز ہے۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہیں، البتہ اللہ کے ہاں اس کا بڑا اجر بھی ہے۔''

تشریح وتفسیر:

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ جان بوجھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز خیانت اور بے وفائی نہ کریں اور کسی امانت میں بھی خیانت نہ کریں۔ انسان کے لیے مال اور اولاد آزمائش ضرور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بڑا اجر اور صلہ بھی ہے۔

عربی زبان میں امانت کا لفظ اپنے اندر بہت وسیع معنی رکھتا ہے۔

امانت دار سے مراد ہر وہ ذمہ داری ہے جو کسی پر اعتبار کر کے اس کے سپرد کی جائے۔ اس میں اشیاء کی انفرادی امانت، اجتماعی امانت، اہم رازوں کی امانت، عہدے اور منصب کی امانت، حقوق العباد اور حقوق اللہ سب شامل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح خیانت کے لفظ میں ہر غیر ذمہ داری، ہر بے وفائی، ہر عہد شکنی اور ہر حق تلفی آ جاتی ہے۔

مذکورہ آیات میں درج ذیل اُمور بیان ہوئے ہیں:

1۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت نہیں کرنی چاہیے۔ دل و جان سے ان کی سچی فرماں برداری کرنی چاہیے اور ان کا ہر حکم ماننا چاہیے۔ ان سے بے وفائی اور حکم عدولی نہیں کرنی چاہیے۔

2۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی اشیاء کی امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے۔

3۔ اہل ایمان کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔

4۔ مال و اولاد انسان کے لیے آزمائش ہیں۔

5۔ جو شخص مال اور اولاد کی آزمائش اور امتحان میں پورا اترے گا اسے جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی۔

6۔ جو آدمی مال اور اولاد کی آزمائش میں ناکام ہو گیا وہ آخرت میں خسارے میں رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

48۔ تقویٰ اختیار کرنے کا اجر وثواب

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَ اللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ ﴾

[الانفال: 29]

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں بصیرت عطا فرمائے گا۔ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل وکرم والا ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو نورِ بصیرت عطا فرمائے گا، ان کے گناہ معاف کرے گا اور ان کو آخرت میں بخشش، مغفرت اور نجات حاصل ہوگی۔

آیت کے اہم نکات حسب ذیل ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے وعدہ کیا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا کہ وہ ان لوگوں کو جو تقویٰ اختیار کریں گے کئی انعامات سے نوازے گا۔ تقویٰ کی حیثیت اس کتاب میں کئی جگہ بیان ہوئی ہے۔

2۔ تقویٰ اختیار کرنے کے صلے میں پہلا انعام یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ ہر متقی اور مومن شخص کے دل میں ایسی بصیرت اور فراست پیدا کرے گا جس کے بعد وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی اور بدی میں، اچھے اور برے میں، حلال اور حرام میں اور حق اور باطل میں صحیح تمیز کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر اس کی رہنمائی بھی فرمائے گا۔

2۔ تقوے کا دوسرا بڑا ثمرہ گناہوں کی معافی ہے۔

3۔ تقویٰ اختیار کرنے کا تیسرا انعام آخرت میں مغفرت اور نجات ہے۔

4۔ تقوے کا آخری ثمرہ جنت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کہیں عظیم فضل، کہیں اجرِ عظیم اور کہیں اجر کبیر کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر متقی انسان کو اپنے خاص فضل و کرم سے جنت عطا فرمائے گا کیونکہ وہ ایسا خدا ہے جو بڑے فضل والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

49۔میدانِ جہاد کے آداب واحکام

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ٥ ﴾

[الانفال:45تا47]

”اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہوتو تم ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تمہارے اندر کمزوری آجائے گی اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے جہاد کے بارے میں چند ابتدائی احکام دیے ہیں کہ اگر وہ جہاد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح ونصرت چاہتے ہیں تو ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں، آپس میں جھگڑا نہ کریں، صبر کریں، غرور، تکبر اور ریاکاری سے بچیں اور اپنے اندر اخلاص پیدا کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقام پر جہاد کے بارے میں جو ہدایات اور تعلیمات دی گئی ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے:

1۔ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی اختیار کی جائے۔

2۔ جہاد کے دوران میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور اس سے فتح ونصرت کی دعا مانگی جائے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح ونصرت حاصل کرنے کے لیے سب سے اہم شرط یہ ہے کہ ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کی جائے۔ان کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کی جائے۔

4۔ آپس میں جھگڑا اور اختلاف نہ کیا جائے۔ باہمی اختلاف اور نزاع سے نااتفاقی ،کم ہمتی، بزدلی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے جس کا انجام شکست اور ذلت ہے۔

5۔ جہاد میں صبر سے کام لیا جائے۔ ویسے عام حالات میں بھی صبر ضروری ہے لیکن جہاد میں اس کی ضرورت اور اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

6۔ مسلمانوں کو غرور وتکبر اور ریاکاری سے بچنا چاہیے۔ یہ چیزیں عام حالات میں بھی ناپسندیدہ ہیں لیکن جہاد میں زیادہ ناپسندیدہ ہیں۔

7۔ ہر عبادت کی طرح جہاد میں بھی اخلاص بہت ضروری ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

50۔ کافر رشتہ داروں سے دوستی نہ رکھنا

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾

[التوبہ: 23]

"اے ایمان والو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں۔ اور تم میں سے جو انہیں اپنا دوست بنائیں گے تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو اپنے کافر باپ اور کافر بھائی سے دوستی رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ظالم قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ آیت میں صرف باپ اور بھائی کا ذکر ہے لیکن اس سے اس قسم کے تمام رشتہ دار مراد ہیں اور ان سے دوستی رکھنا اور ان کو اپنا راز دار بنانا منع اور حرام ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو۔ کفر اور شرک کے مقابلے میں ایمان اور توحید کو پسند کرتا ہو وہ کبھی ایسے لوگوں سے دوستی نہیں رکھ سکتا جو کفر وشرک کو پسند کرتے ہوں۔ اللہ سے محبت رکھنے والا اللہ کے دشمن کافروں سے پیار نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور ساتھ ہی کافروں سے بھی دوستی رکھتا ہو تو وہ منافق ہے اور ظالم ہے۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں اسے ایمان کی حلاوت اور اس کا مزہ نصیب ہوگا۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں:

1۔ ایک یہ کہ وہ ہر چیز سے بڑھ کر اللہ ورسول ﷺ کو محبوب رکھے۔

2۔ دوسری یہ کہ وہ جس شخص سے بھی محبت رکھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے محبت رکھے۔

3۔ اور تیسری یہ کہ وہ اسلام سے نکل کر کفر کی طرف جانے کو ایسا سمجھے جیسے دوزخ کی آگ میں جانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

51۔ حرم شریف میں مُشرکین کے داخلے پر پابندی

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ○ ﴾

[التوبہ: 28، 29]

''اے ایمان والو! مشرکین بالکل ناپاک ہیں۔ لہٰذا وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آئیں اور اگر تمہیں مُفلسی کا اندیشہ ہے تو اللہ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے تمہیں خوشحال بنا دے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور تم اہل کتاب سے لڑو جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر۔ جو ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جنہیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ وہ دین حق کو مانتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ماتحت اور مغلوب ہو کر خود اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔''

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو حکم دیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آئندہ سال حرم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مشرکین کو داخل نہ ہونے دیں۔ دوسرا یہ کہ وہ اہل کتاب کے خلاف بھی اس وقت تک جہاد کریں جب تک وہ ذمی بن کر جزیہ ادا نہ کریں۔

پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ مشرکین نجس اور ناپاک ہیں۔اس سے عام طور پر ان کی معنوی نجاست مراد لی گئی ہے اور شرک کو گندگی اور نجاست کہا گیا ہے۔لہٰذا حکم دیا گیا کہ اگلے سال سے ان کو مسجد حرام بلکہ پورے حرم مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔

یہ اعلان جمہور علمائے امت کے نزدیک نویں سال ہجری کے آخری مہینے ذوالحجہ میں حج کے موقع پر کیا گیا تھا جبکہ امیر حج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

حرم میں مشرکین کے داخلے پر پابندی لگنے سے بعض غریب مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ حج کے موسم میں ان کا کچھ کاروباری نقصان ہوسکتا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو ان کی مفلسی اور محتاجی دور فرمادے گا۔''

''اگر چاہے گا'' فرمانے میں یہ حکمت ہے تاکہ مسلمان بالکل بے فکر ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل نہ ہوجائیں بلکہ ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہیں۔اسی سے فضل وکرم مانگتے رہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں معاشی مفادات پر ایمان تقاضوں کو قربان نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری آیت میں اہل ایمان کو اہل کتاب سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جہاد کا سبب یہ بتایا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر صحیح ایمان نہیں رکھتے۔ وہ ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جن کو اللہ اور رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے، اور وہ سچے دین اسلام کو اختیار نہیں کرتے۔ لہٰذا ان سے بھی جہاد ہوگا یہاں تک کہ وہ ذمی اور ماتحت رعایا بن کر جزیہ دینا قبول کرلیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

52۔ ناجائز مال کھانے والے اور ذخیرہ کرنے والے لوگ

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط وَ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ o یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَ جُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ ط ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ o ﴾

[التوبہ: 34، 35]

"اے ایمان والو! اہل کتاب کے اکثر علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور اے نبیؐ! جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپؐ انہیں ایک دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ قیامت کے دن اسی سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں رکھ کر تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں، ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے دنیا میں جمع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔ آج اپنے اس جمع کرنے کا مزا چکھو۔"

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے اکثر علماء اور مشائخ اپنے عوام سے مال بٹورتے ہیں، دولت کے پُجاری بن گئے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ جبکہ اسلام کے مطابق مال و دولت کی ذخیرہ اندوزی آخرت میں عذاب کا سبب بنے گی۔

پہلی آیت میں یہودیوں کے اکثر عالموں اور عیسائیوں کے اکثر راہبوں کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھاتے اور اُڑاتے ہیں۔ ناجائز اس لیے کہ وہ اپنے عوام سے جھوٹ، فریب اور حیلے بہانوں سے مال لے کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔ کبھی رشوت لے کر، کبھی ان کو آخرت میں نجات کے پروانے اور سرٹیفکیٹ بیچ کر ان سے رقم ہتھیا لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے اور دُور رکھتے ہیں۔

افسوس! آج مسلمانوں کے جاہل پیروں اور علمائے سُوء کا بھی یہی حال ہے۔

دوسری آیت میں مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں کے غلط طریقوں سے دُور رہیں اور مال و دولت کی ہوس میں گرفتار نہ ہوں۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ جو لوگ خواہ وہ کفار و مشرکین ہوں یا مسلمان ہوں، سونا چاندی اور مال و دولت جمع کریں گے اور اس کا ذخیرہ کریں گے تو ان کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ جو سونا چاندی وہ دنیا میں جمع کرتے رہے اسے آگ پر تپایا جائے گا۔ پھر اس سے مال و دولت کے ان پجاریوں کی پیشانیوں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ عذاب جو تمہیں اس لیے دیا جارہا ہے کہ تم دنیا میں مال و دولت جمع کرتے اور اسے ذخیرہ کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نے اس قرآنی آیت کی تشریح کردی ہے۔

علمائے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ جس مال سے زکوٰۃ ادا کردی جائے تو باقی مال کا جمع رکھنا حرام نہیں ہے۔ لیکن جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اسے مال جمع رکھنے پر عذاب ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

53۔ جہاد کے وقت نکلنے کا حکم

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ
اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا
یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ ﴾

[التوبہ:38،39]

"اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو تم زمین سے چپک جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے؟ اگر ایسا ہے تو یاد رکھو! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کا سامان بہت تھوڑا ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح وتفسیر:

مذکورہ دونوں آیات میں مسلمانوں کو جہاد و قتال پر اُبھارا گیا ہے اور اس فریضے سے منہ موڑنے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

ان آیتوں کا پس منظر یا شانِ نزول غزوۂ تبوک (شوال ۹ ھ) کا واقعہ ہے جب حضورؐ کو یہ اطلاع ملی کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے مسلمانوں کے خلاف ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑا لشکر سرحدوں کے قریب جمع کر لیا ہے اور وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے والا ہے۔اس پر حضورؐ نے لوگوں کو جہاد کے نکلنے کا حکم دیا تھا۔

یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا۔قحط اور خشک سالی تھی۔کھجوروں کی فصل تیار تھی۔لوگ فاقہ کشی میں مبتلا تھے۔اسی لیے اس غزوے کو غَزْوَۃُ الْعُسْرَۃِ (تنگی والا غزوہ) بھی کہا گیا ہے۔

ان حالات میں بعض کمزور ایمان والوں کو اتنا طویل سفر کر کے جہاد کرنا بہت دشوار معلوم ہوا۔چنانچہ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اور ان میں تمام اہل ایمان کو مجموعی طور پر خطاب کیا گیا تا کہ سب لوگوں کی اصلاح ہو جائے،ان کے حوصلے بلند ہوں اور وہ جرأت واستقامت سے جہاد کر سکیں۔

ان آیات میں چند اہم نکات یہ ہیں:

1۔ جب جہاد کا اعلان ہو جائے تو پھر اس میں شریک ہونا فرض ہو جاتا ہے اور کسی شرعی عذر کے بغیر پیچھے بیٹھ رہنا حرام ہو جاتا ہے۔

2۔ اگر مسلمان جہاد سے جی چرائیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔پھر اللہ سبحانہٗ کسی اور قوم کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر کے جہاد پر لگا دے گا۔

آخر میں فرمایا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔وہ بے نیاز ہستی ہے۔سب انسان اُس کے محتاج ہیں لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

54۔ تقویٰ اختیار کرنا اور سچوں کے ساتھ رہنا

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ﴾
[التوبہ: 119]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔''

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو دو باتوں کا حکم دیا ہے ایک یہ کہ وہ تقویٰ اختیار کریں، دوسری یہ کہ وہ سچے لوگوں کے ساتھ رہیں۔

تقویٰ کی حقیقت اس سے پہلی بھی بیان کی جا چکی ہے کہ یہ ایمان کی ایسی کیفیت کا نام ہے جس کے تحت کوئی شخص اللہ و رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرتا ہے۔ جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے وہ کرتا ہے اور جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے رُک جاتا ہے۔ ہر حال میں نیکی کرتا اور برائی سے بچتا ہے۔

اہل ایمان کو اس جگہ دوسرا یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ سچے لوگوں کی صحبت اختیار کریں۔ ان کے رنگ میں رنگ جائیں تاکہ نیت میں اخلاص ہو، باتوں میں سچائی ہو۔ وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے وفاداری کریں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوں۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْبِرِّ ، وَ الْبِرُّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ ، وَ لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَ يَتَحَرَّى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبُ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا.....))

''سچ بولو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق یعنی سچا لکھ لیا جاتا ہے۔''

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اس قرآنی حکم کے مطابق تقویٰ اور صداقت اختیار کریں۔ اس میں ہمارا اپنا بھلا ہے۔ اسی میں ہمارے لیے دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

55۔ کافروں کے خلاف جہاد کرنا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾

[التوبہ:123]

''اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔ اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں کے خلاف جہاد وقتال کریں۔

آیت مذکورہ میں مسلمانوں کو ایسے کافروں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو اِن کے ملک کے آس پاس رہتے ہوں اور جن کی سرحدیں دارالاسلام سے ملی ہوئی ہوں۔

کفار سے جہاد وقتال کرنے سے پہلے ان کو درج ذیل تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے لیے کہا جائے گا۔

1۔ وہ اسلام قبول کرلیں۔ وہ اسلام جو عدل وانصاف اور عزت وبرکت والا دین ہے۔

2۔ وہ ذمی بن کر رہیں اور جزیہ ادا کریں۔ یہ جزیہ صرف ان کے جوان مردوں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائد ہوگا۔ بچے، بوڑھے، عورتیں اور معذور اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اس طرح امید ہے کہ جب وہ اسلامی ریاست میں رہیں گے تو مسلمانوں کے اخلاق اور انصاف کو دیکھ کر خود بخود اسلام قبول کرلیں گے۔

3۔ اگر پہلی دو باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ مانیں تو پھر جنگ کے لیے تیار ہوجائیں۔ یہ جہاد وقتال اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کفر مغلوب نہ ہوجائے اور فتنے کا خاتمہ نہ ہوجائے۔ پھر کفار کا مفتوحہ علاقہ بھی دارالاسلام میں شامل کرلیا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ کافروں کے ساتھ ایسی جنگ ہو جس میں وہ تمہارے اندر سختی محسوس کریں اور وہ مرعوب اور خوف زدہ رہیں۔

آخر میں فرمادیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔ جو کفر وشرک سے باز رہتے ہیں۔ گناہوں سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ایسے لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے اور ان کے دشمن کے مقابلے میں فتح ونصرت عطا فرماتی ہے۔

اگر آج اہل اسلام پھر سے تقویٰ اور جہاد کے اس قرآنی حکم پر عمل کریں تو دنیا میں پھر اسلام کے بابرکت دین کا غلبہ ہوسکتا ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ آیت بھی قرآن مجید کی ان آیات میں سے ہے جن میں حضورؐ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس میں جہاد کے لیے یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ کے الفاظ سے خطاب کرنے کی بجائے یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مخاطب کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

56۔ نماز، زکوٰۃ اور جہاد کا حکم

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ ﴾

[الحج: 77،78]

"اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔ اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلائی کے کام کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اللہ نے تمہیں چُن لیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تمہارا طریقہ وہی ہے جو تمہارے باپ ابراہیم کا طریقہ تھا۔ اللہ نے تمہارا نام "مسلم" رکھا ہے پہلی کتابوں میں بھی اور اِس قرآن میں بھی۔ تا کہ اللہ کا رسول ؐ تمہارے لیے دینِ حق کا گواہ بن جائے اور تم دوسرے لوگوں کے لیے دین حق کے گواہ بن جاؤ۔ لہٰذا نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کا دامن مضبوطی سے پکڑ و۔ وہی تمہارا کارساز ہے جو بہت ہی اچھا کارساز ہے اور بہت ہی اچھا مددگار!"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح وتفسیر:

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے چند احکامات دیے ہیں:

1۔ سب سے پہلے رکوع اور سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا جس سے نماز مراد ہے اور اس طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2۔ پھر فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو۔ اس میں ہر طرح کی عبادت، بندگی اور اطاعت کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

3۔ پھر فرمایا گیا کہ بھلائی کے کام کرو۔ اس سے نیکی کا ہر کام مراد ہے۔ گویا نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

4۔ پھر ان مذکورہ احکام کی پابندی کرنے کا یہ صلہ بتایا گیا ہے کہ اس سے تمہیں فلاح وکامیابی حاصل ہوگی۔

5۔ پھر جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح کے جہاد کا جیسا اس کا حق ہے۔ زبان سے، قلم سے، تلوار سے، مال سے، نفس کے خلاف غرض ہر طرح سے جہاد و قتال کا حکم دیا گیا ہے۔

6۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں چن لیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت مسلمہ کو دین اسلام کی خدمت اور علم برداری کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرے گی۔

7۔ پھر فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اسلام ایک آسان دین ہے۔ اس میں صرف وہی احکام دیے گئے ہیں جو انسان کے بس میں ہیں اور وہ ان کو کر سکتا ہے۔ اگر کبھی کسی حکم پر عمل کرنے میں کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تنگی یا مشقت کا پہلو ہو تو اس کے لیے مزید آسانی، سہولت اور رخصت دی گئی ہے جیسے بیمار اور مسافر روزہ قضا کر کے رکھیں گے۔ وضو اور غسل کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے تیمّم کیا جا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

8۔ پھر فرمایا کہ تمہارے دین کا طریقہ وہی ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ اس طریقے میں خالص توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت ہے۔ اس کی خوشنودی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ ہے۔

9۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام "مسلمین" رکھا ہے یعنی فرماں بردار۔ یہ ایک نظریاتی اور عملی نام ہے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رنگ، نسل، زبان، قومیت اور جغرافیائی فرق و امتیاز کی کوئی گنجائش نہیں۔

10۔ آگے فرمایا کہ اللہ کا رسول ﷺ تم پر گواہ ہے اور تم باقی لوگوں پر گواہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا رسول ﷺ اپنے قول اور عمل سے دین حق کی گواہی دے گا اور تمہیں باقی دنیا والوں کے سامنے اپنے قول و فعل سے دین حق کی شہادت دینی ہوگی۔

11۔ آخر میں دوبارہ نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے، ہر حال میں اللہ کا دامن تھامنے اور اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

12۔ پھر آیت کا خاتمہ اس بات پر کیا کہ تمہارا کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ہر کام میں تمہارا مددگار ہے۔ وہ بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔ اس کے سہارے کے بعد تمہیں کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

57۔ شیطان کی پیروی نہ کرنا

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ﴾

[النور: 21]

''اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو شیطان کے نقش قدم پر چلے گا شیطان اسے ہمیشہ بے حیائی اور بدی کے کام کرنے کو کہے گا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص کبھی پاک نہ ہوسکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے ان کو شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ وہ تمہیں بے حیائی اور بُرائی کے کاموں کی طرف بلاتا ہے۔ وہ تمہارا دشمن ہے۔ اس کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔ وہ دھوکہ دے کر برائی کو اچھائی کے رُوپ میں پیش کرتا ہے۔

یہ آیت اس سے پہلے مذکور واقعۂ اِفک کے حوالے سے آئی ہے جس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا بہتان لگایا تھا۔کئی سادہ لوح مسلمان بھی اس کی پھیلائی ہوئی افواہ سے متاثر ہو گئے تھے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور بے گناہی کا اعلان کیا تھا۔

پھر فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تمہارے شامل حال نہ ہوتا تو تم لوگوں میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ رہتا بلکہ اس بہتان طرازی کی مہم میں شریک ہو کر گناہ گار ہو جاتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں شیطان کی چالوں سے محفوظ رکھا۔وہ جسے چاہتا ہے شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔لیکن وہ صرف اُن لوگوں کی اس طرح حفاظت فرماتا اور ان کا تزکیۂ نفس کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور ہر بات جانتا ہے۔وہ انسان کی نیت سے باخبر ہے۔وہ دعائیں بھی سنتا ہے۔اسی سے پاکیزگی اور تزکیے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔اسی کی اطاعت کرنی چاہیے اور گناہوں سے بچنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

58۔ کسی گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ ﴾

[النور : 27 تا 29]

اے ایمان والو! تم اپنے گھر کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت حاصل نہ کرلو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اُن میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم واپس لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ لیکن تم پر اس میں کوئی نہیں کہ تم ان گھروں میں داخل ہو جن میں کوئی نہ رہتا ہو اور ان میں تمہارے فائدے کی کوئی چیز ہو۔ اور اللہ تمہارے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح وتفسیر:

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے انہیں اِستیذان یعنی کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کا حکم دیا ہے۔

اگر چہ آیت میں تَسْتَاْنِسُوْا کا لفظ آیا ہے جس کا مصدر اِسْتِیْنَاسٌ ہے اور جس کے معنی مانوس ہونے یا پہچان کر مانوس ہونے کے ہیں لیکن اس جگہ یہ اِستیذان یعنی اجازت لینے ہی کے معنوں میں ہے۔

استیذان کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا جائے یا گھنٹی (Bell) دی جائے۔ آدمی دروازے کے درمیان میں نہ کھڑا ہو بلکہ ایک طرف کھڑا رہے۔ پھر السلام علیکم ذرا بلند آواز سے کہے اور اپنا نام بتا کر یا اپنی پہچان کرا کر اندر آنے کی اجازت طلب کرے۔ اگر ایک مرتبہ جواب نہ ملے تو دوبارہ دروازہ کھٹکھٹایا جائے یا گھنٹی (Bell) دی جائے۔ اگر تیسری مرتبہ بھی ایسا کرنے پر کوئی جواب نہ آئے یا اندر سے یہ آواز آئے کہ ابھی لوٹ جائیں اس وقت موقع نہیں ہے تو کوئی ناراضی یا ناگواری محسوس کے بغیر لوٹ جانا چاہیے۔

اجازت طلب کرنے کے اس حکم میں کئی مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ اس میں ہر شخص کو تخلیے (Privacy) کا حق دیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسی صورت ہوتی ہے کہ صاحب خانہ کو اس وقت کسی کا آنا ناگوار ہوتا ہے۔ یا آنے والے کو بھی اندر داخل ہو کر کسی ناگوار صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لیے ارشاد ہوا کہ اگر اجازت نہ ملے تو تمہارے دلوں کی پاکیزگی کے لیے یہی بہتر ہے کہ واپس لوٹ جاؤ۔ اسی میں تمہارے باہمی تعلقات بھی خوشگوار رہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں۔

پھر فرمایا بعض مکانات یا جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں کسی کی ذاتی رہائش نہیں ہوتی مثلاً ایسے گودام جن کے دروازے نہیں ہوتے یا وہاں کسی کا سامان رکھا ہوتا ہے تو اسے اپنا سامان لینے کے لیے جانا پڑے تو اس صورت میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں عام لوگوں کی آمدورفت رہتی ہے۔

آخر میں فرمایا کہ اللہ تمہارے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم اس حکم کی کتنی پیروی کرتے ہو اور باقی احکام کی کس قدر اطاعت کرتے ہو۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

59۔ گھروں میں خاص پردے کے تین اوقات

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْکُم بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ وَاِذَا الْبَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ ﴾

[النور :58،59]

''اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور نا بالغ بچوں کو تین وقت میں اجازت لینی چاہیے۔ فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اُتارتے ہو اور عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے ہیں۔ ان اوقات کے سوا تمہارے اور اُن کے لیے بلا اجازت آنے جانے میں کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ تم ایک دوسرے کے پاس بکثرت آتے جاتے ہو۔ اس طرح اللہ تم سے واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو چاہیے کہ وہ بھی بڑوں کی طرح اجازت لے کر داخل ہوا کریں۔ اس طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اِستیذان یعنی اجازت لے کر گھر میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔

اس سے پہلے سورۂ نور کی آیات 27 تا 29 میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے مگر دونوں مقامات میں فرق یہ ہے کہ پہلی آیات 27 تا 29 میں دوسرے لوگوں کو کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے استیذان یعنی اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اس جگہ گھر کے افراد ہی کو اپنے گھر میں داخل ہونے کے لیے استیذان کا حکم دیا گیا ہے اور ایسا کرنا واجب اور ضروری ہے۔

چنانچہ اب ان آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ جن افراد سے پردے کا تعلق نہیں ہوتا وہ بھی تین خاص اوقات میں اجازت لے کر اپنے گھر میں داخل ہوں۔ یہ تین اوقات تخلیے (Privacy) کے ہیں جن میں انسان خلوت اور تنہائی چاہتا ہے۔

وہ تین اوقات جن میں استیذان کا حکم ہے یہ ہیں:

1۔ فجر کی نماز سے پہلے۔

2۔ دوپہر کو جب آرام اور قیلولے کا وقت ہوتا ہے۔

3۔ عشاء کی نماز کے بعد۔

ان تین اوقات میں گھر کے تمام افراد سمیت نابالغ بچے اور لونڈی غلام سب کے سب اجازت لے کر ہی تخلیے کے وقت گھر میں یا کمرے میں آ سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تینوں وقتوں کے سوا دوسرے وقتوں میں نابالغ بچے اور گھر کے لونڈی غلام ہر وقت عورتوں اور مردوں کے پاس ان کے کمروں یا اُن کے تخلیے کی جگہوں میں بغیر اجازت بھی آ سکتے ہیں۔ کیونکہ مختلف کاموں اور ضروریات کے لیے اُن کو ہر وقت آنا جانا پڑتا ہے۔ اگر ہر وقت کی پابندی لگا دی جاتی تو لوگوں کے لیے اس سے تنگی پیدا ہو جاتی جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

پھر آگے چل کر فرمایا کہ جب یہی بچے جوان اور بالغ ہو جائیں تو پھر بڑوں کی طرح وہ بھی اجازت لے کر گھر میں داخل ہوا کریں۔

آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے لیے اپنے احکام واضح طور پر بیان فرماتا ہے اور وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

60۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر کرنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْراً ٥ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ٥ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ٥ ﴾

[الاحزاب : 9 تا 11]

”اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں تو ہم نے اُن پر آندھی مُسلّط کی اور ایسی فوج بھیجی جو تمہیں دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور اللہ دیکھ رہا تھا جو کچھ تم کر رہے تھے۔ یاد کرو جب دشمن تم پر حملہ آور ہوا، تمہارے اُوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے، جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت مومنوں کو سخت امتحان پیش آیا اور وہ بالکل ہلا دیے گئے۔“

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنا وہ احسان یاد دلایا ہے جو اس نے غزوۂ احزاب (شوال 5ھ) کے وقت اُن پر کیا تھا جب کفار نے ایک بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کر دی تا کہ وہ اہل اسلام کا بالکل خاتمہ کر دیں ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس منصوبے کو ناکام بنا دیا۔ اُن پر سخت آندھی بھیجی اور فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد اور حفاظت فرمائی۔

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اہل ایمان کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی ہے (اور اس پر گویا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے) جو اُس نے اُن پر غزوۂ احزاب کے موقع پر کی تھی۔ جب کفار کے لشکروں نے مدینے پر دو طرفہ حملہ کر دیا تھا۔ اہل اسلام کے لیے یہ بڑا نازک موقع اور سخت امتحان تھا۔ اُنہوں نے اپنے دفاع کے لیے حفاظتی خندق کھود لی تھی۔ کفار نے 25 دن تک محاصرہ کیے رکھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن پر سخت آندھی بھیجی جس سے اُن کے چولہوں کی آگ بجھ گئی۔ کھانے پینے کے برتن اور ہانڈیاں اُلٹ پلٹ گئیں، خیمے اُکھڑ گئے اور وہ محاصرہ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر فرشتوں کے ایسے لشکر بھیجے جو نظر نہیں آتے تھے (بعض روایات میں ہے کہ کچھ صحابہ کرام نے اُن کو دیکھا تھا) اس طرح اللہ سبحانہٗ نے اس مشکل صورت حال میں مسلمانوں کی مدد اور نصرت فرمائی۔ یہی وہ نعمت تھی جسے یاد کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا ان آیات میں حکم دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

61۔ صبح وشام اللہ کا ذکر اور تسبیح کرنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ ﴾

[الاحزاب : 41 تا 44]

”اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ اور صبح شام اس کی تسبیح کرو۔ وہی ہے جو تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے لیے دعا کرتے ہیں تاکہ اللہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے۔ اور وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔ وہ جس دن اپنے اللہ سے ملیں گے اس دن اُن کا استقبال سلام سے ہوگا اور اُن کے لیے اللہ نے باعزت صلہ تیار کر رکھا ہے۔“

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں پہلے ایمان والوں کو کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے اور صبح وشام تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر اُن کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کے فرشتوں کی دعائیں ہیں جو اُنہیں گناہوں اور گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر نیکی اور ہدایت کی روشنی کی طرف لاتی ہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربان ہے اور وہ اُن کو آخرت میں سلام اور اجر کریم یعنی جنت سے نوازے گا۔

مذکورہ آیات میں جو اہم نکات بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ پہلی اور دوسری آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے اُنھیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور صبح و شام اُس کی تسبیح کیا کریں۔ یہ اُن کے لیے گویا روحانی غذا ہے۔

2۔ پھر تیسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے۔ اس کے فرشتے اہل ایمان کے لیے استغفار اور دعائے خیر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ سورۂ مومن میں اُن فرشتوں کے بارے میں آیا ہے جو حاملین عرش ہیں کہ وہ:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾

[المومن: 7]

''جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اُس کے اِردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔''

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فرشتوں کے استغفار اور دعائے خیر کا مقصد یہ ہے کہ اہل ایمان کو گناہ اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر نیکی اور ہدایت کی روشنی میں لایا جائے پھر اس کا سبب بیان فرمایا کہ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر مہربان ہے۔

3۔ پھر چوتھی آیت میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کا استقبال بذاتِ خود سلام سے کرے گا۔ اُن کو باعزت صلہ دے گا جو کہ اُن کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی خوشخبری ہے۔

قرآن مجید میں فرشتوں کی طرف سے اہل ایمان کو سلام کرنے کا ذکر یوں آیا ہے:

﴿ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ٥ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ٥ ﴾

[الرعد: 23، 24]

"اور فرشتے ہر دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے اور اُن سے کہیں گے "سلام ہو تم پر، تم لوگوں نے دنیا میں صبر کیا، اب کتنا اچھا ہے آخرت میں ٹھکانہ۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جنت کو سلام کا ذکر سورۂ یٰسین آیت 58 میں اس طرح آیا ہے:

﴿ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ٥ ﴾

[یٰسٓ : 58]

"اُنہیں سلام کہا جائے گا مہربان رب کی طرف سے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

62۔ رخصتی سے پہلے طلاق کی عدت نہیں

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴾

[الاحزاب : 49]

''اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو مگر اُنہیں ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو پھر اُن پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جس کا تمہیں لحاظ رکھنا ہو۔ البتہ اُنہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رُخصت کرو۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شوہر نکاح کے بعد اپنی مسلمان بیوی کو رخصتی، صحبت یا خلوتِ صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دے دے تو ایسی عورت پر طلاق کی عدت گزارنا لازم اور واجب نہیں ہے۔ اس صورت میں شوہر کو چاہیے کہ وہ کچھ مال دے کر بھلے طریقے سے اُسے فارغ کر دے۔ اب وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کے لیے آزاد ہے۔

اس آیت کے حوالے سے چند ضروری اُمور حسب ذیل ہیں:

1۔ اگر بیوی مسلمان نہیں تھی بلکہ کتابیہ عورت ہے تو اُس کے بارے میں بھی اس آیت کی رُو سے وہی حکم ہے جو مسلمان بیوی کا مذکور ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ اگر ایسی طلاق سے پہلے بیوی کا حق مہر مقرر ہو چکا تھا تو اب شوہر کو آدھا حق مہر دینا پڑے گا اور باقی آدھا معاف ہے۔

3۔ اگر حق مہر مقرر نہ تھا تو پھر ایسی طلاق جو صحبت یا خلوت صحیحہ سے پہلے دی گئی ہو، کے بعد مرد کو اپنی حیثیت کے مطابق کچھ مال بطور متعۂ طلاق دینا پڑے گا جو کم سے کم کپڑوں کا ایک جوڑا ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

4۔ ''ہاتھ لگانے سے پہلے'' سے مراد صحبت یا خلوتِ صحیحہ ہے، اگر اس سے پہلے طلاق دی گئی تو عورت پر عدت گزارنی لازم نہیں رہتی۔ اس حوالے سے شوہر کا کوئی حق نہیں کہ وہ عورت کو عدت گزارنے کے لیے کہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کی عدت کا اصل مقصد حمل کا معلوم کرنا ہے۔ جب اس صورت میں اس کا امکان ہی باقی نہ رہا تو پھر عدت گزارنی لازم یا واجب نہ رہی۔

5۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحبت یا خلوتِ صحیحہ سے پہلے دی ہوئی طلاق بھی شرعی طور پر مؤثر اور جائز ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

63۔ نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کے آداب

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ إِنٰهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَإِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ ﴾

[الاحزاب : 53]

"اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت تمہیں کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے۔ اس صورت میں بھی کھانے کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔ البتہ جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں لگے ہوئے بیٹھے نہ رہو، کیونکہ اس سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے مگر وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور جب تم نبیؐ کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور اُن کے دلوں کے لیے بھی۔ اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسولؐ کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔''

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب سکھائے گئے ہیں اور اُن کو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے پردے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اُن سے نکاح کرنے کو دائمی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔

اب ان اُمور کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سب سے پہلے مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کے مکان میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔ جب اجازت دی جائے تو داخل ہوں۔ پھر کھانا وغیرہ کھانے کے بعد یونہی باتوں میں مشغول نہ رہیں بلکہ اُٹھ کر چلے جایا کریں کیونکہ اس طرح ان کا زیادہ دیر بیٹھے رہنا حضورؐ کے لیے اذیت اور تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ اگرچہ آپؐ اپنے اخلاق کریمانہ اور شرافت کی وجہ سے اُن کا لحاظ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں رکھتا بلکہ وہ آداب سکھاتا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کی روایت میں ہے کہ جب حضورؐ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کے بعد ولیمے کا اہتمام کیا تو اس موقع پر بعض لوگ رات گئے تک آپؐ کے گھر دھرنا مار کر یونہی بیٹھے رہے تھے۔

2۔ پھر اہل ایمان سے فرمایا گیا ہے کہ جب کبھی تمہیں ازواج مطہرات سے کوئی چیز لینی ہو مثلاً کوئی دینی مسئلہ معلوم کرنا ہو یا کھانے پینے کی کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔ بالکل سامنے نہ آیا کرو، پھر اس حکم کی حکمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتائی گئی کہ اس طریقے سے تمہارے دلوں میں بھی پاکیزگی رہے گی اور ازواج مطہرات کے دلوں میں بھی پاکیزگی رہے گی اور دلوں میں وسوسے یا بُرے خیالات پیدا نہیں ہوں گے۔''

3۔ آگے چل کر ارشاد ہوا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے نبی ﷺ کو کوئی تکلیف یا ایذا پہنچے۔ حضورؐ کو کسی طرح کی تکلیف یا اذیت دینا حرام ہے۔

4۔ آیت کے آخر میں یہ حکم دیا گیا کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات جو کہ اُمہات المؤمنین یعنی مسلمانوں کی مائیں ہیں اُن سے حضورؐ کی وفات کے بعد نکاح کرنا مسلمانوں کے لیے دائمی طور پر حرام کر دیا گیا ہے۔

5۔ اسلام میں پردے اور حجاب کے احکام بتدریج نازل ہوئے ہیں۔ یہ آیت جسے آیت حجاب بھی کہتے ہیں اس سلسلے کی سب سے پہلی آیت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

64۔ نبی ﷺ پر درُود اور سلام بھیجنا

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

[الاحزاب :56]

"بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت اور درُود بھیجتے ہیں۔ لہٰذا اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر درُود و سلام بھیجو۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر درُود و سلام بھیجا کریں۔

اس آیت میں چند اہم اُمور یہ ہیں:

1۔ سب سے پہلے یہ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی ﷺ پر درُود بھیجتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ پر درُود بھیجے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

فرشتوں کا نبی ﷺ پر درُود بھیجنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپؐ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ وہ آپؐ پر زیادہ سے زیادہ رحمتیں نازل فرمائے اور آپؐ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔

2۔ آیت کے دوسرے حصے میں اہل ایمان کو خطاب کر کے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ پر درُود بھیجیں اور سلام بھی بھیجیں۔

اہل ایمان کی طرف سے نبی ﷺ پر درُودوسلام بھیجے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر اپنی رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔

حضورؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ جب آپ کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ واجب ہے اور بار بار نام لیا جائے تو درُود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ درُود اور سلام کے کم سے کم الفاظ یہ ہو سکتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ سَلِّمْ تَسْلِیْمًا))

''اے اللہ! محمدؐ پر رحمت اور سلامتی بھیج!''

نبی ﷺ پر درُود بھیجا ایک تو نماز میں ہے جو کہ مسنون ہے اور جو عام طور پر درُود ابراہیمی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سب سے افضل درُود ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں بھی کئی درُود آئے ہیں جو سب کے سب نماز اور غیر نماز میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

دوسرے جب نبی ﷺ کا نام لیا جائے تو اس وقت بھی آپؐ پر درُود بھیجنا چاہیے اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

پھر نبی ﷺ پر سلام (سلامتی) بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز میں تشہد کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا ہے۔ اس کے علاوہ جب بھی حضورؐ کا نام لیا جائے تو آپؐ پر درُود کے ساتھ سلام بھی بھیجنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

65۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ ﴾

[الاحزاب : 69]

''اے ایمان والو! تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تکلیف پہنچائی۔ پھر اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اُن لوگوں کی باتوں سے بَری ثابت کیا۔ اور اللہ کے نزدیک موسیٰ (علیہ السلام) بڑے معزز تھے۔''

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے حکم دیا کہ تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذائیں اور تکلیفیں دیں۔ خبردار تمہارا ایسا رویہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

اہل ایمان کو یہ حکم احتیاط اور حفظ ماتقدم کے طور پر دیا گیا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح سے پریشان کیا۔ اُن کو ذہنی اذیت سے دوچار کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک نافرمان اور مغضوب قوم ٹھہری۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو حضورؐ کا ادب واحترام سکھاتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں اپنے نبی اکرم ﷺ سے وہ سلوک ہرگز نہیں کرنا چاہیے جو سلوک اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ روا رکھا۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ایک اُولو العزم رسول تھے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی حیثیت ایک باعزت اور باوقار شخصیت کی تھی۔

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے لوگوں میں کچھ مال تقسیم کیا۔ اس پر کسی شخص نے کہا کہ:

''محمدؐ نے اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ اور آخرت کا خیال نہیں رکھا۔''

یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سُن لی اور جا کر حضورؐ سے عرض کیا کہ آپؐ کے بارے میں یہ کچھ کہا گیا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے اُنہیں اس سے بھی زیادہ ایذا دی گئی۔''

تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ صحابہ کرام نے اس قرآنی حکم پر عمل کر کے دکھایا۔ مہاجرین اور انصار نے ہر حال میں حضورؐ کا ساتھ دیا۔ دین کی خاطر جان و مال کی قربانیاں دیں۔ ہجرت کی اور جہاد کیا اور اللہ کی راہ میں ہر تکلیف برداشت کی لیکن حضورؐ کے ادب واحترام میں کوئی کمی نہ کی۔ بلکہ آپؐ کے آرام وراحت کا پورا پورا خیال رکھا۔ وہ حضورؐ کے اشارۂ ابرو پر چلتے اور کبھی ایسا کام نہ کرتے جو آپؐ کو ناگوار محسوس ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

66۔ تقویٰ اختیار کرنا اور کھری بات کہنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ﴾

[الاحزاب : 70، 71]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال سُدھارے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے بڑی کامیابی حاصل کرلی۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اہل کتاب کو خطاب کر کے اُن کو تقویٰ، سچائی اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔

1۔ پہلی آیت میں مسلمانوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس حد تک پیدا ہو جائے کہ انسان صرف اللہ کی اطاعت کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی سے بچ جائے۔ وہ نیکی کی جانب بڑھے اور بُرائی سے باز رہے۔ وہ اتنا علم حاصل کرلے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کیا کیا ہیں اور پھر اُن کی پابندی کرے۔ کیونکہ ایمان لانے کا تقاضا یہی ہے کہ ایک مومن ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کے جذبے سے سرشار رہے اور شیطان کی پیروی نہ کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ پھر اسی آیت میں اہل ایمان کو دوسرا یہ حکم دیا گیا کہ وہ ہمیشہ سچی، کھری اور درست بات کہا کریں۔ جھوٹ اور غلط بیانی سے بچیں۔ ہر حال میں سچ بولیں۔ دوسروں سے معاملہ کرتے وقت اور لین دین میں جھوٹ اور غلط بیانی سے ہرگز کام نہ لیں۔

3۔ پہلے دو احکام دینے کے بعد اُن کے دو فائدوں کا ذکر کیا۔ جب اہل ایمان ان پہلے دو حکموں پر چلیں گے یعنی وہ تقویٰ اور سچائی کو اختیار کریں گے تو اُنہیں اسی دنیا میں پہلا فائدہ یہ پہنچے گا کہ اُن کے اعمال کی اصلاح ہو جائے گی۔ وہ نیکیاں کرنے والے بن جائیں گے اور بُرائی سے بچنے والے بن جائیں گے۔

دوسرا فائدہ اُن کو آخرت میں حاصل ہوگا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ بخش دے گا اور وہ جنت کے حق دار ہوں گے۔

آخر میں فرمایا جو شخص بھی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اُسے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح حاصل ہوگی۔

یاد رہے کہ مذکورہ دونوں آیات کا خطبۂ نکاح میں پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

67۔ اللہ تعالیٰ دین کے خادموں کی مدد کرتا ہے

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ ﴾

[محمد : 7 تا 9]

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی خدمت کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا۔ مگر کافروں کے لیے تباہی ہے اور اللہ اُن کے اعمال ضائع کر دے گا۔ کیونکہ اُنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے دین سے نفرت کی۔ اس لیے اللہ نے ان کے تمام اعمال ضائع کر دیے۔"

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر وہ اللہ کے دین کی خدمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی ہر طرح مدد اور نُصرت فرمائے گا اور اُن کو حق و باطل کی کشمکش میں ثابت قدم رکھے گا۔ جہاں تک کفار کا معاملہ ہے تو اُن کا انجام ہلاکت و بربادی ہے اور اُن کے تمام اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔ اُن پر اُن کو کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

1۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے اُن سے فرمایا کہ اگر وہ اللہ کے دین کے کاموں میں مصروف رہیں گے، اللہ کے دین اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلائے کلمۃ الحق کے لیے جہاد کریں گے، اسلام کی اشاعت اور فروغ کے لیے محنت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور مدد ہر وقت اُن کے شامل حال رہے گی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُن کو اپنی راہ میں ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائے گا۔ وہ کفر اور باطل کے مقابلے میں حوصلہ مندی کے ساتھ ڈٹے رہیں گے۔ کفار سے جنگ کی صورت میں فتح وکامرانی اُن کے قدم چومے گی۔

2۔ دوسری آیت میں کفار کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ٹھوکریں کھا کر گرنے کا اور اُن کے لیے ہلاکت وبربادی کا سامان تیار کر رکھا ہے۔ وہ اُن کے سارے اعمال ضائع کر دے گا، اُن کے کفر کے سبب اُن کے بظاہر اچھے اعمال کا بھی اُن کو کوئی اجر وثواب نہ ملے گا۔ وہ آخرت میں گھاٹے اور نقصان میں رہیں گے اور دوزخ کا ایندھن بن کر رہیں گے۔

3۔ تیسری آیت میں کفار کی تباہی وبربادی اور اُن کے سارے اعمال اکارت جانے کی یہ وجہ بتائی گئی کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو نہیں مانا تھا اس لیے اُن کو اس بُرے انجام سے دوچار ہونا پڑا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

68۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنا

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ ﴾

[محمد : 33، 34]

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکا، پھر وہ کفر کی حالت میں مر گئے تو اللہ اُنہیں کبھی نہ بخشے گا۔"

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں ورنہ اُن کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آخر میں فرمایا ہے کہ آخرت میں کفر اور شرک کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔

1۔ پہلی آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایمان والوں کو ہر معاملے میں اللہ ورسولؐ کی اطاعت اور فرماں برداری کرنی چاہیے۔ جو لوگ اطاعت اور فرماں برداری کر رہے ہیں اُن کو اس پر قائم رہنا چاہیے۔ یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ جو کام اللہ ورسولؐ کی اطاعت کے بغیر کیا جائے گا وہ ضائع اور برباد ہوگا۔ آخرت میں بھی اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ جو لوگ کفر اختیار کریں گے، دوسرے لوگوں کو بھی دین کے سیدھے راستے سے روکیں گے اور پھر وہ توبہ کیے بغیر اسی کفر کی حالت میں مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی ہرگز مغفرت نہیں کرے گا کیونکہ آخرت میں کفر اور شرک کے لیے معافی نہیں ہے۔ البتہ جو شخص دنیا ہی میں کفر اور شرک سے توبہ کر لے اور دل سے اسلام کو قبول کر لے تو اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

69۔ اللہ اور رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھنا

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ﴾

[الحجرات : 1]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے اُن کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی رائے، خیال اور خواہش کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں اور فیصلوں پر مقدم نہ رکھیں اور ترجیح نہ دیں۔

آیت کے مضامین کی تفصیل یہ ہے:

1۔ یہ ایمان کا بنیادی تقاضا ہے کہ ایک مسلمان صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پابندی کرے اور اپنی ذاتی آراء اور خواہشات کی پیروی نہ کرے بلکہ ہر معاملے میں اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ اپنی مرضی کے پیچھے چلنے کی بجائے قرآن وسنت کے احکام کے مطابق چلنے کی کوشش کرے۔

2۔ اس آیت میں جو حکم دیا گیا ہے وہ صرف انفرادی سطح پر نہیں ہے بلکہ اجتماعی سطح پر بھی ہے کہ مسلمانوں کے تمام اجتماعی وملی معاملات اللہ ورسول ﷺ کے احکام اور شریعت کے تابع ہونے چاہئیں۔ اسلامی ملک کا ہر دستور اور قانون اس حکم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت آتا ہے۔ وہاں کی انتظامیہ، مقننہ، عدلیہ اور تمام محکمے اور ادارے اس حکم کے مطابق اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کے پابند ہیں۔ ان میں سے کوئی فرد یا ادارہ کتاب وسنت یا بالفاظ دیگر شریعت سے بالاتر نہیں ہے بلکہ شریعت ہر معاملے میں بالاتر ہے۔ اسلامی حکومت کا ہر حکم، ہر ضابطہ اور ہر پالیسی شریعت کے تابع ہے۔ اس سے قطعاً آزاد نہیں ہو سکتی ورنہ وہ اسلامی حکومت نہیں ہے۔

3۔ آخر میں فرمایا کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیکی کی راہ اپناؤ اور برائی سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر بات کو سنتا اور تمہارے ہر معاملے کو جانتا ہے۔ لہٰذا اُس کی نافرمانی سے بچو۔ ایک دن وہ تم سے ہر چیز کا حساب لے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

70۔رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾

[الحجرات : 2]

”اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے اُوپر مت کرو اور نہ نبیؐ کو اس طرح آواز دے کر پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ یاد رکھو جو لوگ اللہ کے رسولؐ کے آگے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چُن لیا ہے۔ اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے ادب و احترام کے حوالے سے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجوگی میں اونچی آواز سے ہرگز نہ بولیں ورنہ اُن کے تمام اعمال اور نیکیاں برباد ہو جائیں گے۔ بلکہ جب بھی حضورؐ کے سامنے بات کرنی ہو تو آہستہ اور دھیمی آواز میں بات کیا کریں تاکہ اُنہیں اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔ ان کے گناہوں کی بخشش ہو اور اُن کو بڑا اجر ملے۔

1۔ پہلی آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ وہ حضورؐ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کریں۔ آپ کی مجلس میں اُونچی آواز سے نہ بولیں۔ ایسا کرنا بے ادبی، گستاخی اور توہین رسالت ہے اور جان بوجھ کر نبی ﷺ کی شان میں ایسا کرنا کفر ہے جس کے نتیجے میں تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور آدمی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک صحابی حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے، اُن کی آواز قدرتی طور پر بہت بلند تھی۔ اُنہوں نے جب قرآن کا یہ حکم سُنا تو ڈر کر اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور حضورؐ کی مجلس میں آنا بند کر دیا کہ کہیں وہ نادانستہ اُونچی آواز میں نہ بولیں اور اُن کے تمام نیک اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور وہ دوزخ میں نہ جائیں۔ حضور نے اُن کو غیر حاضر پایا تو دریافت فرمایا کہ وہ کیوں غائب ہیں۔ کسی نے جا کر اُن سے غیر حاضری کا سبب پوچھا تو اُنہوں نے اصل بات بتا دی کہ میں ہی وہ شخص ہوں جو حضورؐ سے بلند آواز میں گفتگو کرتا ہوں۔ میرے اعمال تو ضائع ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا۔

جب حضورؐ کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا:

''وہ جنتی ہے۔''

حضرت انسؓ جو کہ اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُنہیں اپنے درمیان چلتے ہوئے دیکھا کرتے تھے اور ہم جانتے تھے کہ وہ جنتی ہیں۔

بعد میں حضرت ثابت بن قیسؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اگرچہ مذکورہ آیت میں وہ ادب واحترام سکھایا گیا ہے جو حضورؐ کی مجلس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھنے والوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کے لیے ہے لیکن اس سے یہ بھی اشارہ نکلتا ہے کہ مسجد نبوی کے پاس یا حضورؐ کے حجروں کے قریب یا روضۂ رسولؐ کے سامنے اُونچی آواز سے بات کرنا بھی منع ہے۔ جس طرح یہ ادب آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں ضروری تھا، آپؐ کی وفات کے بعد بھی ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کرتے سُنا، تو آپ نے اُن کو بلوایا اور پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہاری پٹائی کرتا۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آ کر اُونچی آواز سے باتیں کرتے ہو۔"

درج بالا آیت سے اس بات کا اشارہ بھی ملتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے سے زیادہ بزرگ لوگوں سے گفتگو کرتے وقت اُن کے ادب و احترام کا خیال رکھنا چاہیے۔

2۔ دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ حضورؐ کے ہاں آپؐ کے ادب و احترام کی خاطر آہستہ اور دھیمی آواز میں بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو تقویٰ کے لیے چُن لیا ہے۔ گویا حضورؐ کا احترام کرنا تقویٰ کی علامت ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے گناہوں کے لیے بخشش ہوگی اور اُنہیں عظیم اجر یعنی جنت ملے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

71۔ خبر کی تحقیق کرنا اور صحابہ کرام کے فضائل

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ ۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا ۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ ﴾

[الحجرات : 6 تا 8]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانی سے کوئی نقصان پہنچاؤ، پھر تمہیں اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔ اور جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ کا رسولؐ ہے۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لے تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اسے تمہارے دلوں میں مرغوب اور پسندیدہ بنا دیا۔ اور کفر، نافرمانی اور سرکشی سے تمہیں متنفر کر دیا۔ ایسے لوگ ہی صحیح راستے پر ہیں۔ اور یہ اللہ کا فضل اور انعام ہے۔ اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

تشریح وتفسیر:

اکثر مفسرین اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ بنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصطلق مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو اُس قبیلے سے زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا۔ اس قبیلے سے اُن کے اپنے قبیلے کی قدیم دشمنی چلی آ رہی تھی۔ وہ وہاں گئے اور ڈر کر واپس مدینے آ گئے اور نبی ﷺ سے شکایت کی کہ قبیلے والوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ جب حضورؐ نے یہ سُنا تو آپؐ ناراض ہوئے اور اس قبیلے کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے ایک دستہ تیار کیا۔ لیکن حملے سے پہلے ہی اس قبیلے کا سردار ایک وفد کے ہمراہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اُس نے عرض کیا کہ ہم نے آپؐ کے بھیجے ہوئے آدمی کو دیکھا بھی نہیں، نہ ہم زکوٰۃ دینے سے انکاری ہیں اور نہ ہم نے اُسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

لیکن شانِ نزول کے اس واقعے میں ایک کڑی چھوٹ گئی ہے جس کے نتیجے میں مفسرین حضرات نے قرآنی لفظ فَاسِقٌ کا مصداق حضرت ولید بن عقبہؓ کو قرار دیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس واقعے کی بعض روایات جو حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور جن کو تفسیر طبری میں نقل کیا گیا ہے اُن میں حضرت ولید بن عقبہؓ کی بجائے رَجُلًا (کوئی آدمی) کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور شخص نے حضرت ولید بن عقبہؓ کو قبیلہ بنی مصطلق کے بارے میں غلط خبر پہنچا دی اور اُنہوں نے بغیر تحقیق کیے اُسے مان لیا اور واپس چلے آئے اور پھر اس سُنی سنائی خبر کی اطلاع حضورؐ کو کر دی۔

اس کے علاوہ اس شانِ نزول کو بالکل درست مان لیا جائے تو پھر قرآن کے الفاظ فَتَبَیَّنُوْا (تو تحقیق کر لیا کرو) کے لفظ کے مخاطب حضورؐ قرار پاتے ہیں جبکہ آیت کا اصل خطاب اہل ایمان سے ہے۔ نبی ﷺ سے نہیں ہے۔ اس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف معلوم ہوتا کہ یہ قصور حضرت ولید بن عقبہؓ سے سرزد ہوا، جنہوں نے کسی فاسق کی خبر کو بغیر تحقیق کیے بنیاد بنا کر اس قبیلے کے بارے میں حضورؐ کو غلط رپورٹ دے دی۔ لہٰذا فَتَبَيَّنُوْا کا خطاب حضرت ولید بن عقبہؓ کی طرف ہونا چاہیے اور پھر اس خاص حکم کو قرآن کے بہت سے دوسرے احکام کی طرح عام سمجھنا چاہیے کہ آئندہ کے لیے تمام مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ کسی فاسق کی لائی ہوئی خبر پر کوئی کاروائی نہ کریں بلکہ پہلے اس خبر کی تحقیق کریں۔ کہیں وہ خبر ہی جھوٹی نہ ہو جس کی بنیاد پر کوئی کاروائی کر کے بعد میں پچھتانا پڑے۔

اس کے بعد کی آیات میں اہل ایمان سے فرمایا گیا کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اُن کے درمیان اللہ کا رسولؐ موجود ہے۔ وہ اگر ان کی ساری باتیں ماننے لگے تو اُن کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی جماعت کے دلوں میں ایمان کی محبت ڈالی ہے اور اسے اُن کے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے۔ اُن کو کفر، نافرمانی اور گناہ سے نفرت دلائی ہے۔ وہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔ اُن پر اس اللہ کا بڑا فضل اور احسان ہے جو علم والا بھی ہے اور حکمت والا بھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

72۔ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑانا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾

[الحجرات : 11]

"اے ایمان والو! مرد مردوں کا مذاق نہ اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو طعنے دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے۔ اور جو باز نہ آئیں وہی ظالم لوگ ہیں۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کے باہمی تعلقات کی اصلاح فرمائی گئی ہے اور اُن کو ایسے کاموں سے روکا گیا ہے جو اُن کے درمیان اُخوت اور بھائی چارے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے، دوسروں کے عیب تلاش کرنے، اُن کے بُرے نام رکھنے اور بُرے القاب سے یاد کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

اس آیت کے اہم اُمور درج ذیل ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا کہ مرد مردوں کا اور عورتیں عورتوں کا مذاق نہ اُڑائیں۔ ہوسکتا ہے جن کا مذاق اُڑایا جارہا ہو، اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ اُن سے بہتر ہوں جو اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ ذکر کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں مخلوط مجالس کا کوئی تصور نہیں ہے جہاں یہ امکان ہو کہ مرد عورتوں کا اور عورتیں مردوں کا مذاق اُڑا سکیں۔

جو شخص کسی دوسرے کا مذاق اُڑاتا ہے وہ دراصل اس کو حقیر سمجھتا اور خود بڑا بنتا ہے اور اسلام میں یہ دونوں امور منع ہیں۔

2۔ آگے فرمایا: وَلَا تَلْمِزُوْا اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو، دوسرے یہ کہ ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ۔ اس جگہ ان دونوں چیزوں سے منع کر دیا گیا ہے۔ اندازِ بیان یوں اختیار کیا گیا ہے کہ جو دوسرے کو طعنہ دیتا اور اس پر عیب لگاتا ہے وہ دراصل اپنے آپ کو طعنہ دیتا اور عیب لگاتا ہے۔

3۔ پھر فرمایا: وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یعنی ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد نہ کرو۔ کسی کو ایسے بُرے ناموں اور لقبوں سے یاد کرنا منع ہے جو اُسے ناگوار محسوس ہوتے ہیں۔

4۔ آگے چل کر فرمایا کہ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام ہی بُرا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جسے شریعت نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ قرار دیا ہو۔ گویا ایمان لانے کے بعد گناہ کرنا اور اللہ کی نافرمانی کرنا بہت بُری بات ہے۔

5۔ آخر میں فرمایا جو شخص مذکورہ گناہوں سے توبہ نہیں کرتا وہ ظالموں میں شمار ہوگا اور ظاہر ہے کہ ظالموں کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ لہٰذا مسلمانوں کو گناہوں سے اور ظالم بننے سے باز رہنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

73۔ بدگمانی، جاسوسی اور غیبت سے بچنا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴾

[الحجرات : 12]

''اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو۔ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اسے تم خود ناگوار سمجھتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ زیادہ بدگمانی سے بچیں، ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہیں اور غیبت نہ کریں۔

آیت کے مضامین یہ ہیں:

1۔ اہل ایمان کو ایک دوسرے سے زیادہ بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا اور فرمایا گیا کہ بعض بدگمانیاں گناہ بن جاتی ہیں، اس لیے تم گناہ بننے والی بدگمانیوں سے پہلے ہی پرہیز کرو۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ))

''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت جھوٹی بات ہے۔''

2۔ پھر فرمایا کہ وَلَا تَجَسَّسُوْا (ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے نجی اور پرائیوٹ حالات کا سراغ نہ لگائے، اس کی ٹوہ میں نہ لگے، اس کی جاسوسی نہ کرے اور اس کے عیب تلاش نہ کرے ورنہ اپنے اور اس کے دین کو نقصان پہنچائے گا۔

3۔ پھر ارشاد ہوا کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی غیبت نہ کرے۔

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کو بدنام کرنے کے لیے اُس کے پیٹھ پیچھے اس کی کوئی برائی بیان کرنا۔

اس سے ملتا جلتا بہتان کا لفظ بھی ہے جس کے معنی ہیں کسی شخص کے خلاف اس کے پیٹھ پیچھے کوئی جھوٹا الزام لگانا۔ کسی پر بہتان لگانا بھی بڑا گناہ ہے۔

4۔ پھر غیبت کرنے والے کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا گیا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ ظاہر ہے یہ چیز اُس کو ناگوار اور گھناؤنی محسوس ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیبت کرنا ایسے ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا۔ جسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا غیبت سے ہر حال میں بچنا چاہیے۔

5۔ آخر میں اللہ سے ڈرنے، گناہوں سے بچنے اور اُن سے توبہ کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

اس طرح سورۂ حجرات میں کل پانچ مرتبہ یَآ أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا مبارک خطاب ہوا ہے جس سے اہل ایمان کی معاشرتی اصلاح ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

74۔ تقویٰ اور ایمان بالرسولؐ

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ط وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

[الحدید : 28]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اللہ تمہیں اپنے فضل سے دوہرا اَجر دے گا اور تمہیں ایسا نور عطا کرے گا جو تمہاری رہنمائی کرتا رہے گا۔ اللہ تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں درحقیقت کن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے۔ مفسرین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ اس میں اُن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے اور اب اُن کو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے اور تقویٰ اختیار کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ اس طرح اُن کو دوہرا اجر وثواب ملے گا۔ ایک پہلے انبیائے کرام پر ایمان لانے کا اور دوسرا حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کا۔

لیکن مفسرین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ اس آیت میں عام اہلِ ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر پورے اخلاص اور صدقِ دل سے ایمان لائیں، تقویٰ اختیار کریں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔ اس طرح اُن کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوہرا اَجر وثواب دیا جائے گا۔ایک کفر سے اسلام کی طرف آنے کا اور دوسرا اس کا کہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

مذکورہ آیت کی یہ دونوں تفسیریں ممکن ہیں۔لیکن سورت کے سیاق کلام کے حوالے سے اور اس لحاظ سے کہ قرآن مجید میں جہاں يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا خطاب آیا ہے وہ صرف ہماری اُمت کے اہل ایمان ہی کے لیے آیا ہے اس لیے ترجیح دوسری تفسیر ہی کو حاصل ہے۔جس کے مطابق اس آیت میں بھی دراصل خطاب اہل ایمان ہی سے ہے۔

آگے فرمایا کہ پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں ایسا نورِ بصیرت دے گا جو قدم قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گا اور آخرت میں وہ نور عطا ہوگا جس کی روشنی تمہیں حشر کے میدان سے لے کر جنت کے دروازے تک دکھائی جائے گی جیسا کہ سورۂ الحدید کی آیت 12 میں مذکورہ ہے۔

پھر اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا، تمہیں جنت میں داخل کرے گا اور وہ اہل ایمان کے حق میں بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

75۔ نجویٰ یعنی سرگوشی کے آداب

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَنَاجَیۡتُمۡ فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ وَ تَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ۞ اِنَّمَا النَّجۡوٰی مِنَ الشَّیۡطٰنِ لِیَحۡزُنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَیۡسَ بِضَآرِّهِمۡ شَیۡئًا اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۞﴾

[المجادلہ : 9 تا 10]

''اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ کی، ظلم و زیادتی کی اور رسولؐ کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو بلکہ نیکی اور تقویٰ کی باتوں کی سرگوشی کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔ بُری سرگوشی کرنا شیطان کا کام ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو پریشان کرے حالاں کہ اللہ کی مشیت کے بغیر وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔''

تشریح و تفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو سرگوشی کرنے کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ صرف نیکی اور تقویٰ کے کاموں کے لیے سرگوشی کیا کرو اور گناہ، ظلم اور زیادتی یا اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کے لیے سرگوشی ہرگز نہ کی جائے۔ ایسا کرنا معصیت، گناہ اور حرام ہے۔

1۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ اگر تمہیں ضرورت پڑے تو آپس میں سرگوشی کر سکتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو مگر یہ سرگوشی کسی گناہ، ظلم و زیادتی یا اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ بات بھی جائز نہیں کہ دو آدمی تیسرے آدمی کی موجودگی میں کسی ایسی زبان میں گفتگو کریں جسے وہ نہ سمجھتا ہو۔

مدینے میں یہودی اور منافقین، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرگوشیاں کیا کرتے تھے اور اسے کمال ہوشیاری سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور واضح کیا کہ اُن کی کوئی سرگوشی اللہ سے چھپ نہیں سکتی جیسا کہ اس سے پہلے سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر 7، 8 میں مذکور ہے۔

2۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ بُری اور ناجائز سرگوشی کرنا شیطان کا کام ہے۔ لہٰذا اہل ایمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ اگر دوسرے لوگ اُن کے خلاف سرگوشی کریں تو اس سے بھی مسلمانوں کو رنجیدہ اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ اُنہیں محض کسی شبے کی بنیاد پر کوئی جوابی کاروائی کرنی چاہیے بلکہ ایسی سرگوشیوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے اور دین پر چلتے رہنے چاہیے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ نفع و نقصان کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سرگوشی کرنا بجائے خود کوئی بُرائی نہیں۔ اس کا مقصد اسے اچھائی یا برائی بنا دیتا ہے۔ اگر مقصد نیک ہے اور نیکی اور تقویٰ کا کام ہے تو اس کے لیے سرگوشی جائز اور پسندیدہ ہے۔ لیکن اگر مقصد درست نہیں تو پھر اس کے لیے سرگوشی کرنا بھی گناہ اور حرام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

76۔ مجلس کے آداب

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ ﴾

[المجادلہ : 11]

''اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو۔ اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ تم میں سے جو لوگ مضبوط ایمان والے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے اللہ اُن کے درجے بلند کرے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو ایک مجلسی ادب سکھایا گیا ہے کہ جب کسی مجلس میں نئے لوگ آئیں تو اُن کے بیٹھنے کے لیے بھی جگہ کی گنجائش نکالی جائے۔

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ جب تمہیں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں یہ کہا جائے کہ دوسروں کے لیے کشادگی پیدا کرو تو اُن کے لیے بھی جگہ کی گنجائش نکالا کرو۔

2۔ یہ ادب بھی اُن آداب مجلس میں سے ایک ہے جو مسلمانوں کو سکھائے گئے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا حکم صرف نبی ﷺ کی مجلس کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

3۔ عام طور پر لوگ صدرِ مجلس کے قریب بیٹھنا چاہتے ہیں اس لیے وہ نئے آنے والوں کے لیے اپنی جگہ نہیں چھوڑتے۔ لیکن ایثار و قربانی اور اسلامی آدابِ مجلس کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے نئے آنے والے افراد کے لیے بھی کچھ سمٹ سمٹا کر جگہ پیدا کر لی جائے۔

4۔ نئے آنے والوں کو چاہیے کہ وہ زبردستی پہلے لوگوں کے اندر نہ گھسیں کیونکہ ایک متفق علیہ حدیث میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''مجلس میں کوئی شخص کسی اور کو اُٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے۔''

5۔ پھر فرمایا جب تم دوسروں کے لیے کشادگی پیدا کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں تمہیں کئی کشادگیاں دے گا۔ وہ تمہارے رزق میں کشادگی، مرنے کے بعد قبر میں کشادگی اور آخرت میں جنت کی نعمتوں میں کشادگی عطا فرمائے گا۔

6۔ آگے یہ حکم فرمایا کہ جب کچھ افراد کو اُٹھنے کا حکم دیا جائے تو اُن کو اُٹھ جانا چاہیے یا جب مجلس برخاست کی جائے تو سب کو اُٹھ جانا چاہیے اور اس اُٹھنے میں کسی کو اپنے لیے کوئی عار یا ذلت محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ نہ اس سے کسی کا رتبہ اور درجہ کم ہو جاتا ہے۔ رتبے اور درجے کا تعین اس سے نہیں ہوتا کہ صدرِ مجلس کے کون زیادہ قریب ہے یا اُسے مجلس میں زیادہ بہتر جگہ مل گئی ہے بلکہ انسان کا درجہ و مقام اس کے ایمان اور علم و عمل کے حوالے سے متعین ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اللہ تعالیٰ اہل ایمان کواور اُن میں سے خاص اہل علم وعمل کو بلند درجات عطا فرمائے گا۔لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ مجلس میں آ کر اپنے ایمان کی مضبوطی اور علم وعمل میں ترقی کی فکر کریں۔

7۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔اس لیے اہل ایمان کو اُس سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اُسی کی اطاعت کرنی چاہیے تا کہ اُن کو فلاح نصیب ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

77۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے آداب

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ﴾

[المجادلہ : 12 تا 13]

”اے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے کوئی راز دارانہ بات کرو تو پہلے کچھ صدقہ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ لیکن اگر تم صدقہ دینے کی طاقت نہیں رکھتے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا تم ڈر گئے اس حکم سے کہ نبیؐ سے اپنی راز دارانہ باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دینا پڑے گا؟ اب اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔ لہٰذا تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔“

تشریح و تفسیر:

اس مقام پر پہلی آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ حضورؐ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینا واجب اور ضروری ہے۔ صدقے کا یہ حکم ایک دن یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند دن تک رہا اور پھر اگلی آیت کے نازل ہونے پر منسوخ ہو گیا۔

1۔ پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ جو شخص نبی ﷺ سے تنہائی میں گفتگو کرنے کے لیے وقت لے اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے کچھ صدقہ وخیرات کر کے آئے۔

اس حکم کا پس منظر یہ ہے کہ لوگ اکثر آپؐ سے علیحدگی میں بات کرنے کی درخواست کرتے تو آپؐ اسے ردّ نہ فرماتے۔ یہاں تک کہ بعض افراد غیر اہم باتوں کے لیے بھی الگ وقت لینے لگے۔ ظاہر ہے اس سے آپ کے آرام کے اوقات میں بھی خلل پڑتا اور آپؐ کو زحمت اُٹھانی پڑتی۔ پھر اُس وقت زیادہ تر جنگی حالات تھے۔ ایسی سرگوشی بعض دفعہ کسی قبیلے کے حملہ آور ہونے کی افواہ کا ذریعہ بن جاتی۔ کبھی منافقین کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ یہ نبی ﷺ نعوذ باللہ کانوں کے کچے ہیں اور ہر ایک کی بات مان لیتے ہیں۔ کئی لوگ دوسروں پر اپنی بڑائی جتانے کے بھی الگ سے وقت لینے لگے تھے۔

اس ساری صورتِ حال کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لیے اور حضورؐ پر سے ناروا بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ آئندہ جو شخص حضورؐ سے تخلیے میں گفتگو کرنا چاہے وہ پہلے کچھ صدقہ کر کے آئے۔ اس حکم کا مقصد یہی تھا کہ نبی ﷺ سے تنہائی میں گفتگو کے سلسلے کو محدود کیا جائے اور بالآخر اس سے یہ مقصد حاصل ہو گیا۔ البتہ جو شخص صدقہ نہیں دے سکتا تھا اُس کے لیے معافی تھی کہ وہ بغیر صدقہ وخیرات کیے حضورؐ سے سرگوشی کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے حق میں بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ بھی فرما دیا گیا کہ اس حکم میں تم لوگوں ہی کا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے صدقے کی ضرورت نہیں اس سے تمہارے ہی حاجت مند بھائیوں کو فائدہ ہوگا۔ دوسرے اس صدقے سے تمہارے دلوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکیزگی حاصل ہوگی کیونکہ مال کی محبت کا میل ختم ہو جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے اس حکم پر صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عمل کرنے کا موقع ملا۔ یہ سعادت آپ کے حصے میں آئی کہ قرآن کی اس آیت کے حکم کی تعمیل اس اُمت میں صرف آپ نے کی۔ آپ کی یہ فضیلت منجملہ اُن چند خاص فضائل میں سے ہے جن میں کوئی صحابی آپ کا شریک نہیں۔

آپ کو اس دوران میں کسی ضرورت کے تحت حضورؐ سے تنہائی میں گفتگو کرنی پڑی تھی آپ نے پہلے صدقہ دیا اور پھر حضورؐ سے گفتگو کی۔

2۔ دوسری آیت میں پہلے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ کیا تم حضورؐ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کے حکم سے ڈر گئے کہ اس طرح مال خرچ کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم کیا، اب پہلے کی طرح بغیر صدقہ کیے ملاقات کر سکتے ہو۔ البتہ دین کے دوسرے احکام نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرتے رہو۔ ہر حال میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور تم سے اس کا حساب لے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعض احکام منسوخ بھی ہوئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

78۔تقویٰ اور ذکرِ الٰہی

﴿ یَآ أَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ہ وَ لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا للّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ ہ لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ہ ﴾

[الحشر : 18 تا 20]

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اور دیکھو! اُن لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے اُن کو خود ان کی جانوں سے غافل کر دیا۔ یہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور دیکھو! دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے۔ صرف جنت والے ہی کامیاب ہیں۔“

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اہل ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آخرت کی زندگی کے لیے تیاری کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھنے کی تلقین کی گئی ہے اور آخر میں بتایا گیا ہے کہ جنتی لوگ کامیاب ہوں گے اور دوزخی ناکام۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم ان آیتوں کے مضامین کی ترتیب وار تشریح کرتے ہیں:

1۔ پہلی آیت میں اہل ایمان کو خطاب کر کے اُن کو دوبار تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس سے دین میں تقویٰ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ تقویٰ اللہ سے ڈرنے کا نام ہے اور اپنے اندر ایسی کیفیت پیدا کرنے کا نام ہے جس کے نتیجے میں ہر نیک کام کرنا اور برائی سے بچنا آسان ہو جائے اور آدمی اللہ کی نافرمانی کے بُرا انجام سے ڈرتا رہے۔

آگے فرمایا کہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے جن کا وہ تم سے حساب لے گا۔

پھر ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو "کل" یعنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ ساری دنیا آج ہے اور کل آخرت ہے۔ ہر شخص کو فطری طور پر اپنے لیے بہتر مستقبل کی فکر ہوتی ہے لیکن اس کا اصل مستقبل (Future) یہ دنیا نہیں بلکہ مرنے کے بعد کی زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی عارضی اور فانی ہے۔ آخرت کی زندگی مستقل اور دائمی ہے۔ وہ شخص کتنا نادان ہے جو اپنے اصل مستقبل سے غافل ہے۔ دائمی زندگی کو چھوڑ کر عارضی زندگی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ پھر جب آخرت قائم ہو تو اس کی تیاری نہ ہونے کے باعث گھاٹے میں رہے۔

2۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ اہل ایمان کو ایسے لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو خدا فراموشی کا شکار ہوئے جنہوں نے بھلے بُرے کی تمیز کھو کر ایسی حرکتیں کیں کہ وہ فاسق اور نافرمان ٹھہرے۔ ایسے لوگوں کا انجام دوزخ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ تیسری آیت میں ارشاد ہوا کہ جنتی لوگ اور دوزخی لوگ برابر نہیں ہو سکتے بلکہ جنتی کامیاب اور دوزخی ناکام ہوں گے۔ جنتوں کے لیے عیش و آرام اور دوزخیوں کے لیے عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق دے جس کے نتیجے میں ہم دوزخ کے عذاب سے بچ سکیں اور جنت کے مستحق ہوں۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

79۔کافروں سے دوستی نہ کرنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ
تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ط اِنْ كُنْتُمْ
خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ
بِالْمَوَدَّةِ ق وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَا اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ ط وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ
اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ
تَكْفُرُوْنَ ○ ﴾

[الممتحنه : 1،2]

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم اُن سے دوستی کا اظہار کرتے ہو حالاں کہ وہ اس حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے۔ اُنہوں نے رسول ﷺ کو اور تمہیں صرف اس قصور پر جلا وطن کیا کہ تم لوگ اپنے رب، اللہ پر ایمان لائے ہو۔ اب تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضا طلبی کے لیے نکل کر بھی اُن کو خفیہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو۔ جبکہ میں تمہارے ظاہر اور باطن کو جانتا ہوں۔ تو یاد رکھو! جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھی راہ سے بھٹک جائے گا۔ وہ اگر تم پر قابو پائیں گے تو تمہارے دشمن بن جائیں گے، تمہیں اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان پہنچائیں گے اور چاہیں گے کہ تم بھی کافر ہو جاؤ۔"

تشریح و تفسیر:

ان آیات کا شانِ نزول ایک واقعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے قریش کے سرداروں کے نام ایک خفیہ خط کسی عورت کے ذریعے بھجوایا جو راستے میں پکڑی گئی اور اُس سے خط بر آمد ہو گیا جس میں لکھا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اصل بات بتادی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! مکے میں میرے اہل وعیال ہیں اُن کو کسی قبیلے کا تحفظ حاصل نہیں۔ میں نے چاہا کہ قریش پر کوئی احسان کروں جس کے بدلے میں وہ میرے عزیز و اقارب کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا۔ مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ قریش پر ضرور عذاب نازل کرے گا اور میرا خط اُن کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حامی و ناصر ہو گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ عذر قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے وہ کہنے لگے، حضور، اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بدری صحابی ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی مغفرت کا اعلان کر دیا ہے۔

اگرچہ شانِ نزول کا یہ خاص واقعہ ہے لیکن قرآن کے بعض دوسرے مقامات کی طرح اس کے بارے میں جو احکام نازل ہوئے ہیں وہ عام ہیں جن کی پابندی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان کے لیے ضروری ہے۔

پہلی آیت میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ اہل ایمان کو کفار سے دوستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ اللہ اور مومنوں کے دشمن ہیں۔ اُنہوں نے صحابہ کو مکے سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ اس لیے اُن کو جنگی راز فراہم کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اور یہ ایک خطرناک حرکت ہے۔

دوسری آیت میں اہل ایمان کو یہ سمجھایا گیا کہ کفار ومشرکین کا یہ حال ہے کہ وہ جب بھی تم پر قابو پائیں گے تمہارے دشمن ثابت ہوں گے اور تمہیں ہر طریقے سے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی کسی طرح کافر بنا دیں۔ اس لیے اُن سے کبھی دوستی کا تعلق نہ رکھو اور اُن کی تائید اور مدد نہ کرو۔

تیسری آیت میں ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن تمام رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔ ہر شخص کو اپنا حساب دینا ہوگا۔ کوئی رشتہ دار اس کے کام نہ آئے گا۔ اس لیے ہر آدمی کو اپنے حساب کی فکر ہونی چاہیے۔ رشتہ داروں کی خاطر کوئی گناہ اپنے سر نہیں لینا چاہیے۔ مذکورہ آیات سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا حرام ہے۔
2۔ مسلمانوں کے جنگی راز کافر دشمنوں تک پہنچانا خطرناک جرم ہے۔
3۔ کافر مسلمانوں کے ہمیشہ دشمن ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

80۔ ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کے بارے میں احکام

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾

[الممتحنہ : 10 تا 11]

’’اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم اُن کے مومن ہونے کی تحقیق کرو۔ اگرچہ اللہ ہی اُن کے ایمان کو بہتر جانتا ہے۔ پھر جب تمہیں معلوم ہو کہ وہ ایمان والیاں ہیں تو اُنہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔ کیونکہ نہ وہ کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر ان سے نکاح کے لیے حلال ہیں۔ اور کافر شوہروں نے جو کچھ اُن پر خرچ کیا ہو وہ اُنہیں ادا کر دو۔ اور تمہارے لیے ان مسلمان عورتوں سے نکاح کر لینے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ تم اُنھیں اُن کے مہر ادا کر دو۔ اسی طرح تم اپنی کافر بیویوں کو بھی اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو بلکہ جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا تھا وہ کافروں سے مانگ لو۔ اسی طرح مسلمان عورتوں کے کافر شوہر اپنے دیے ہوئے حق مہر تم سے مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اس نے تمہارے معاملے میں تم لوگوں کے لیے فیصلہ کر دیا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری بیویوں کے مہر میں سے کچھ کافروں کی طرف رہ جائے اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن مسلمان شوہروں کی بیویاں اُدھر رہ گئی ہوں، ان شوہروں کو اتنی رقم ادا کر دو جو اُن کے خرچ کیے ہوئے مہر کے برابر ہو۔ جس کی وصولی ابھی تک نہ ہوئی ہو۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔“

تشریح و تفسیر:

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکے سے کوئی مرد مدینے چلا جائے تو اُسے واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی شخص مدینے سے مکے آئے گا تو اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ مگر اس معاہدے میں عورتوں کے بارے میں کوئی وضاحت نہ تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب ایک عورت اُمِ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط مسلمان ہو کر مکے سے مدینے پہنچی تو قریش نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُمِ کلثوم کو واپس نہ کیا کیونکہ صلح نامے کے الفاظ میں واپسی صرف مردوں سے متعلق تھی اس میں عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا۔

اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ جو مسلمان عورتیں دار الکفر سے ہجرت کر کے آئیں اُن کی جانچ کر لو کہ وہ واقعی مسلمان ہو کر آئی ہیں یا نہیں۔ جانچ کا طریقہ یہ ہے کہ اُن سے حلفیہ بیان لیا جائے کہ وہ اسلام لا چکی ہیں اور پھر کچھ جرح اور سوال کر کے بھی معلوم کر لیا جائے کہ کسی اور سبب سے تو نہیں آئیں۔ محض اسلام کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ میں ہجرت کر کے آئی ہیں۔ پھر جب اطمینان ہو کہ وہ مسلمان ہو چکی ہیں تو پھر اُن کو مہر دے کر کوئی مسلمان مرد اُن سے نکاح بھی کر سکتا ہے۔

مذکورہ آیات میں درج ذیل احکام دیے گئے ہیں:

1۔ جو عورت اسلام قبول کر لے وہ اپنے کافر شوہر کے لیے حلال نہیں رہتی۔

2۔ جو شادی شدہ عورت مسلمان ہو کر دار الکفر سے دار الاسلام آ جائے تو اس کا پہلا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی مسلمان مرد بھی اس کا مہر ادا کر کے اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

3۔ جو مرد مسلمان ہو جائے تو اس کی کافر بیوی اُس کے لیے حلال نہیں رہتی۔

4۔ کافروں کی جو شادی شدہ عورتیں مسلمان ہو جائیں اور ہجرت کر کے دار الاسلام آ جائیں اُن کے سابقہ مہر اُن کے کافر شوہروں کو واپس کیے جائیں گے۔ اسی طرح مسلمان شوہروں کی کافر بیویاں جو دار الکفر میں رہ جائیں اُن کے مہر کافروں کی طرف سے مسلمان شوہروں کو ادا کیے جائیں گے۔

5۔ مذکورہ چار صورتیں اس وقت ہیں جب کافروں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی معاہدہ ہو یا کم سے کم سفارتی تعلقات قائم ہوں لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر ادلے کا بدلہ ہو گا یعنی اگر کافر لوگ مہر لوٹاتے ہیں تو مسلمان بھی لوٹائیں گے اگر کافر نہیں لوٹاتے تو مسلمان بھی نہیں لوٹائیں گے۔ لیکن اگر اس طرح بھی حساب برابر نہ ہو سکے تو جن مسلمانوں کی کافر بیویاں دار الکفر رہ گئی ہوں اُن کے مہروں کی رقم مالِ غنیمت سے ادا کی جائے گی جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔

آخر میں فرمایا کہ یہ اُس اللہ کا فیصلہ ہے جو علم والا اور حکمت والا ہے۔ اس لیے اس کے فیصلوں کی پابندی کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

81۔ یہودیوں سے دوستی نہ کرنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ ﴾
[الممتحنہ : 13]

"اے ایمان والو! اُن لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور جو آخرت کے اجر و ثواب سے اسی طرح نا اُمید ہیں جیسے کافروں کو اپنے اُن مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کی اُمید نہیں جو قبروں میں جا چکے ہیں۔"

تشریح و تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس کی کسی مغضوب قوم مثلاً یہودیوں سے ہرگز دوستی نہ رکھیں۔

یہودی وہ قوم ہے جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ لوگ ملعون ٹھہرے۔ کیونکہ اُنہوں نے توریت کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی تھی۔ قرآن مجید میں اس کی ساری تفصیل موجود ہے۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی یہ بُرائی بھی ظاہر فرما دی کہ وہ اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں اور جنت کی زندگی سے مایوس ہیں اور اُن کی یہ مایوسی اُن کافروں کی مایوسی سے ملتی جلتی ہے جو اپنے اُن ساتھیوں اور عزیز و اقارب کے اچھے انجام سے مایوس ہیں جو کفر اور شرک کی حالت میں مر گئے تھے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اُنہیں آخرت کی زندگی کے ہونے کا یقین ہی نہیں۔

بالکل اسی طرح یہودیوں کی مغضوب قوم بھی آخرت کے انعامات، دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلے سے مایوس ہے اگرچہ بظاہر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ صرف وہی جنت میں جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

82۔قول وفعل میں تضاد کی مذمت

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ ﴾

[الصف : 2تا4]

”اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ بہت ناراضی کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ بے شک اللہ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کی راہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔“

تشریح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اہل ایمان سے یہ فرمایا ہے کہ اُن کے قول وفعل میں مطابقت ہونی چاہئے۔وہ جو بات کہیں وہی کریں۔

کسی شخص کے قول وعمل میں تضاد ہونا منافقت کی علامت ہے جو کہ ایک مسلمان کے لیے بہت بڑا اخلاقی عیب ہے اور یہ ایمان کے منافی ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے جب کوئی شخص ایسی بات کہے جس کے مطابق اس کا عمل نہ ہو۔جو دعوے تو بہت کرے مگر آزمائش کے وقت بھاگ کھڑا ہو۔

ان آیتوں کے شانِ نزول میں کئی اقوال ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے مشہور قول یہ ہے کہ بعض لوگ جہاد سے پہلے کہتے تھے کہ کاش اُن کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سے عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو ہم وہی کریں گے۔ پھر جب جہاد کا حکم آیا تو اُن کو یہ حکم بہت دشوار اور ناگوار محسوس ہوا تھا۔

آخری آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ اہل ایمان سب سے زیادہ محبوب ہیں جو اس کی راہ میں صف باندھ کر اس طرح جہاد میں لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہٗ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کام اہل ایمان کا اللہ کی راہ میں جہاد وقتال ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے دورِ اوّل میں اسی جذبے اور ولولے سے جہاد کیا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ تھا اور اس طرح اُنہوں نے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی تھی۔

آج بھی اُسی جذبۂ جہاد کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ اُمتِ مسلمہ جب تک جہاد کرتی رہی وہ دنیا میں بھی غالب اور سُرخرو رہی، آج اُس کے زوال کا ایک بڑا سبب اُن کا جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دینا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

83۔ایمان اور جہاد کے ذریعے جنت خرید لینا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ ﴾

[الصف : 10 تا 12]

”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں ایک درد ناک عذاب سے بچالے! تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ایسا کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہتی ہوں گی اور ہمیشہ رہنے والے باغوں میں تمہیں عمدہ گھر عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی!“

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان لانے، اُس پر قائم رہنے اور جہاد کی راہ اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کام پر اُن کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کی خوش خبری دی ہے۔

اب ان تینوں آیتوں کی تشریح:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ پہلی آیت میں اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچالے؟ گویا وہ تجارت ایسی ہوگی جس میں یہ نفع ہوگا کہ تم دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

اس اندازِ بیان میں اس تجارت کی ترغیب کا پہلو پوشیدہ ہے۔

2۔ دوسری آیت میں مذکورہ تجارت کی وضاحت فرما دی کہ یہ تجارت ہے اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اسی تجارت میں اہل ایمان کی بہتری اور بھلائی ہے۔ اسی تجارت کے ذریعے اُن کو دنیا اور آخرت کی فلاح و کامرانی کا نفع ملے گا۔

3۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ ایمان و جہاد کی اسی تجارت کے نتیجے میں تمہیں یہ منافع ملے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں آخرت میں ایسے باغات عطا فرمائے گا جن میں نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں تمہیں عمدہ گھر دے گا۔ یہ ہے آخرت کی کامیابی جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

یاد رہے کہ تجارت میں آدمی اپنا وقت، مال اور قابلیت صرف کرتا ہے اور خوب محنت کرتا ہے۔ یہی کچھ جب وہ ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ میں کرے گا تو اس کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

84۔ دین کی خدمت کرنے والے بنو

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴾

[الصف : 14]

"اے ایمان والو! اللہ کے دین کے خادم بن جاؤ۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا "کون ہیں جو میرے ساتھی بنتے ہیں، اللہ کے دین کی خدمت کرنے میں؟" حواریوں نے جواب دیا "ہم ہیں اللہ کے دین کے خادم!" پھر بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نے انکار کیا تو ہم نے ایمان لانے والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد فرمائی جس سے وہ غالب آ گئے۔"

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو "اَنْصَارُ اللّٰہِ" یعنی اللہ کے دین کا خدمت گار بننے کا حکم دیا ہے کہ وہ خود بھی دین کی راہ پر چلنے والے بنیں اور دوسرے لوگوں کو بھی دین کی طرف بلانے والے بنیں۔ ہر معاملے میں انبیاء کرام، صالحین اور اہل حق کی حمایت کریں۔ کفر اور باطل کے خلاف ہوں اور حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کا ساتھ دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ہوا کہ تم اللہ کے دین کے اُسی طرح خادم بن جاؤ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر اُن کے حواریوں نے اللہ کے دین کا خادم بننے کا اعلان کیا تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت نے بھی اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے جان و مال سب کچھ دین کی خدمت اور اشاعت کے لیے قربان کردیا تھا جس سے اُن کو دنیا اور آخرت میں فلاح اور سرخروئی حاصل ہوئی۔

مگر افسوس بعد کے ادوار میں اہل اسلام نے اس قرآنی حکم سے غفلت برتی جس کا نتیجہ اُمت کے زوال کی شکل میں ظاہر ہوگیا۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پکار پر بنی اسرائیل کی ایک جماعت یعنی عیسائی لوگ ایمان لائے مگر باقی بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے کفر کی راہ اختیار کی جس کا انجام یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سچے پیروکاروں کو یہودیوں اور کفار پر ہمیشہ غلبہ اور اقتدار حاصل رہا۔

اس میں باریک اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ آئندہ حضرت محمد ﷺ کے حقیقی پیروکار بھی ہمیشہ کافروں کے مقابلے میں غالب اور سربلند رہیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

85۔ جمعے کی اذان اور نماز سے متعلق احکام

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ ﴾

[الجمعه : 9، 10]

’’اے ایمان والو! جب جمعے کے دن کی نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کی یاد کی طرف چل پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔‘‘

تشریح وتفسیر:

صحیح احادیث میں جمعے کے دین اور نمازِ جمعہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جمعے کی اذان ہونے پر اپنا کاروبار بند کر دیا کرو اور نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے چل پڑا کرو۔

تمام فقہائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ جمعے کی اذان کے بعد ہر قسم کی خرید وفروخت اور کاروبار حرام ہے۔

پھر فرمایا کہ اُس وقت جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے اور باقی ہر طرح کی مصروفیت چھوڑ دینے میں ہی مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر جس اذان کے وقت کاروبار چھوڑ دینے کا ذکر ہے اُس سے جمعے کی دوسری اذان مراد ہے نہ کہ پہلی۔ کیونکہ پہلی اذان خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شروع ہوئی۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ جب نمازِ جمعہ ادا کر کے فارغ ہو جاؤ، تو پھر زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

لیکن یہ حکم نہیں ہے بلکہ اجازت کے معنوں میں ہے کہ پھر اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاؤ۔ کیونکہ پہلے جمعہ کی اذان سُن کر سب کاروبار چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لیے اب دوبارہ اُسی حالت کی طرف لوٹ جانے کی اجازت دی گئی ہے کہ پھر سے اپنے کاروبار میں مشغول ہو سکتے ہو۔

یہاں پر روزی کمانے کو اللہ کا فضل کہا گیا ہے جس میں اس طرح اشارہ ہے کہ حرام روزی اللہ کا فضل نہیں ہو سکتی۔

ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ کاروبار کی مشغولیت میں بھی اللہ کو کثرت سے یاد کرو، کہیں یہ مشغولیت اللہ کی یاد سے غافل ہونے کا سبب نہ بن جائے۔ بلکہ اس دوران میں بھی اللہ کو یاد رکھو اور اس کا ذکر کرتے رہو، یہ حکم بھی مستحب کے طور پر آیا ہے۔

جمعے کے دن کی چھٹی کا اگرچہ قرآن و حدیث میں کوئی حکم نہیں آیا لیکن یہودیوں کے سبت (ہفتہ) اور عیسائیوں کے اتوار کی طرح جمعہ بھی مسلمانوں کا دینی شعار ہے۔ لہٰذا کوئی اسلامی حکومت جب بھی ہفتہ وار تعطیل کرے گی تو یہ اس کی اسلامی حس اور غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کی مشابہت میں اتوار یا ہفتہ کو چھٹی کرنے کی بجائے جمعہ کے دن کی چھٹی کیا کرے ورنہ کوئی چھٹی نہ کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

86۔ مال واولاد کی وجہ سے اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہونا اور انفاق فی سبیل اللہ

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ﴾

[المنافقون : 9 تا 11]

’’اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور جو غافل ہو گئے وہ گھاٹے میں رہیں گے۔ اور دیکھو جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے پھر وہ کہے کہ ’’اے میرے رب! تو نے مجھے کچھ اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا‘‘ اور اللہ کسی جان کو جب اُس کی موت آ جاتی ہے ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح وتفسیر:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب کر کے یہ فرمایا ہے کہ اُن کے مال و اولاد اُن کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہ کرنے پائیں۔ پھر موت آ جانے سے پہلے پہلے انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید کی گئی۔

ان تینوں آیات میں جو مضامین وارد ہوئے ہیں ان کی ترتیب وار تفصیل یہ ہے:

1۔ پہلی آیت میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کہیں اُن کے مال اور اُن کی اولاد اُنہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ خصوصیت کے ساتھ مال اور اولاد کا ذکر اس لیے فرمایا کیونکہ زیادہ تر انہی کی وجہ سے انسان اللہ کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ ورنہ آیات کا مضمون ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی مشغولیت انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی یاد سے غفلت تمام گناہوں کی بنیاد ہے۔

مزید فرمایا کہ جس شخص کو اس کا مال یا بیوی بچے یا کوئی اور چیز اللہ کے ذکر سے غافل کر رکھے گی وہ اچھی طرح جان لے کہ وہ آخرت میں گھاٹے اور نقصان میں رہے گا۔

2۔ دوسری آیت میں اہل ایمان کو ارشاد ہوا کہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں مال خرچ کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ پکڑے اور پھر تم میں سے کوئی حسرت اور پشیمانی سے کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے کچھ اور مہلت دی ہوتی تاکہ میں بھی صدقہ وخیرات کرنے والے نیک لوگوں میں شامل ہو سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ آج موقع اور مہلت میسر ہے۔اس لیے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا چاہیے۔موت کا کیا اعتبار، وہ کسی لمحے بھی آ سکتی ہے۔لہٰذا ہر وقت اللہ کی اطاعت میں انفاق فی سبیل اللہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

3۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ ''اللہ کسی جان کو جب اس کی موت کا وقت آ جائے گا ہرگز مہلت نہ دے گا'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے وہ نہ کسی کے ٹالے ٹل سکتا ہے اور نہ اس میں ایک لمحے کی کمی وبیشی ہو سکتی ہے۔لہٰذا کل کی پشیمانی سے بچنے کے لیے آج کی مہلت کو غنیمت سمجھو۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔خاص طور پر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔

4۔ آخر میں فرمایا ''اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

اس اندازِ بیان میں تنبیہ بھی ہے اور نیک کاموں کے لیے ترغیب بھی۔لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی رضا حاصل کرنے اور آخرت میں کامیابی کے لیے نیکی کے کام کرے اور برائی سے بچے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

87۔دین کے معاملے میں اہل وعیال سے ہوشیار رہنا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ج وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَ اللّٰهُ عِنْدَه‘ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ٥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ ﴾

[التغابن : 14 تا 16]

”اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ لہٰذا اُن سے ہوشیار رہو۔اور اگر تم اُن کی غلطیاں معاف کر دو، اُن سے درگزر کرو اور اُنہیں بخش دو تو اللہ بھی تمہارے حق میں بخشنے والا اور مہربان ہے۔اور یاد رکھو، تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔اور اللہ کے ہاں ان کا بڑا اجر بھی ہے۔لہٰذا تم اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔اور اس کا حکم سنو اور مانو اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔اور جنہوں نے اپنے آپ کو لالچ سے محفوظ رکھا تو ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح وتفسیر:

مذکورہ بالا آیات میں اہل ایمان کو دین کے معاملے میں اپنے اہل وعیال سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی اُنہیں تقویٰ اختیار کرنے اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔

اب ہم اُن اُمور کو ترتیب وار بیان کریں گے جو ان تینوں آیتوں میں مذکور ہوئے ہیں:

1۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ دین کی راہ پر چلتے ہوئے بعض بیویاں یا بعض شوہر یا کوئی اولاد جو اپنے ہوتے ہیں کبھی ایک دوسرے کے لیے دین کے لحاظ سے ''دشمن'' ثابت ہوتے ہیں۔

مثلاً کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شوہر بہت نیک ہے مگر اس کی بیوی نیک نہیں ہے اور وہ اس کے دین کے معاملے میں قدم قدم پر مشکلات پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی بیوی بہت نیک اور پرہیزگار ہے مگر اس کا شوہر نیک نہیں اور وہ اس کے لیے دشواریاں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح کبھی اولاد کا معاملہ بھی بگڑا ہوتا ہے۔

ان حالات میں کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل وعیال کی محبت میں گرفتار ہو کر کوئی شخص دین کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے یا وہ دین پر دنیا کو ترجیح دینے لگ جائے۔ بلکہ کسی معاملے میں بھی محض اہل وعیال کو خوش رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول نہ لی جائے۔ اس طرح آدمی اپنے بیوی بچوں کی دنیا بناتے بناتے کہیں اپنی عاقبت برباد نہ کر لے۔

2۔ اہل وعیال کے معاملے میں اُن کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر سخت گرفت کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بجائے درگزر کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

3۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔ اگر اس آزمائش اور امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ کے ہاں بڑا اجر و ثواب ملے گا۔

4۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ ویسے اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ جس حد تک ممکن ہو ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنے کی کوشش کرے۔ اس میں جان بوجھ کر کوئی کمی یا کوتاہی نہ کرے۔

5۔ پھر فرمایا کہ اللہ کا حکم سنو اور مانو۔ مطلب یہ ہے کہ ہر معاملے میں اللہ سبحانہٗ کے احکام کی غیر مشروط اطاعت کی جائے۔

6۔ آخر میں اہل ایمان کو ارشاد ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دل کھول کر خرچ کیا جائے۔ اسی میں ان کے لیے فلاح و کامرانی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

88۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچانا

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ ﴾

[التحریم : 6]

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ اس پر سخت مزاج اور سخت گیر فرشتے مامور ہیں۔ اللہ اُنہیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم ملتا ہے۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کریں۔

آیت بالا میں چند اُمور بیان ہوئے ہیں:

1۔ یہ کہ اسلام میں ہر شخص صرف اپنا ہی ذمہ دار اور جوابدہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اہل وعیال کا بھی ذمہ دار اور جوابدہ ہے کہ وہ اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچانے کی فکر کرے جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں واضح طور پر بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے۔

2۔ اس لیے سب سے پہلے اہل ایمان کو یہ حکم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر اور کوشش کریں۔

3۔ دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ایمان لایا جائے اور نیک اعمال کیے جائیں۔

4۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں سب سے پہلے یہ علم حاصل ہو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے کن کاموں کے کرنے کا اور کن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے کیونکہ عمل سے پہلے علم ضروری ہے۔

5۔ اس لیے آدمی کو خود اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے صحیح تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دین کے بنیادی اُمور اور حلال وحرام معلوم ہونے چاہئیں۔ ہر شخص اپنی اولاد کی صرف دنیا کی خوشحالی کی فکر نہ کرے ان کی آخرت کی بھی فکر کرے کہ اُن کو دوزخ کے عذاب سے کیسے بچایا جا سکتا ہے ۔اس کے لیے دین کے فرائض کی تعلیم ضروری ہے اور حرام چیزوں سے باز رہنا ضروری ہے اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔

6۔ آیت میں دوزخ کے عذاب کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ایسی آگ ہوگی جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔انسان تو اپنے گناہوں کی سزا بھگتیں گے اور پتھر کون سے ہوں گے؟ اس بارے میں کئی اقوال ہیں:

- ایک قول یہ ہے کہ یہ ایسے بت ہوں گے جن کی دنیا میں پوجا کی گئی ہوگی۔
- دوسرا قول یہ ہے کہ یہ گندھک کے پتھر ہوں گے۔
- تیسرا قول یہ ہے کہ یہ پتھر کا کوئلہ ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔ دوزخ کا عذاب دینے والے فرشتوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ بڑے تند خو، سخت مزاج اور سخت گیر قسم کے ہوں گے۔ جس سزا کے نافذ کرنے کا اُن کو حکم ملے گا اس میں وہ ذرا رحم نہ کھائیں گے۔ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتے ہیں جیسا کہ اُن کو حکم ملتا ہے۔

قرآن مجید میں ان فرشتوں کو ''زبانیہ'' کہا گیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

89۔ سچی توبہ کرنا

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ ۚ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ﴾

[التحریم : 8]

”اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔ پھر اُمید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمہیں جنت کے اُن باغوں میں داخل کرے جن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ اُس دن ہوگا جب اللہ اپنے نبیؐ کو اور اُن کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔ اُن کی روشنی اُن کے آگے اور اُن کے دائیں طرف دوڑ رہی ہوگی۔ وہ دعا کرتے جا رہے ہوں گے کہ ”اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہماری روشنی کو آخیر تک قائم رکھ! ہماری مغفرت فرما! بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

تشریح وتفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سچی اور خالص توبہ کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس کے نتیجے میں اُن کے گناہ معاف ہوں گے، وہ آخرت میں عزت پائیں گے اور اللہ کی عطا کی ہوئی روشنی میں چل کر جنت میں داخل ہوں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں درج ذیل اُمور بیان ہوئے ہیں:

1۔ سب سے پہلے اہل ایمان کو توبۂ نصوح یعنی سچی اور خالص توبہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

سچی اور خالص توبہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی سے بشری تقاضے سے جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اس پر شرمندہ اور نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگے اور پکا ارادہ اور عزم کرے کہ وہ آئندہ ایسا گناہ کبھی نہ کرے گا۔

2۔ بندے کی طرف سے سچی اور خالص توبہ کر لینے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخش دے گا اور اسے عزت و احترام کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔

یاد رہے یہاں پر عَسیٰ (اُمید ہے) کا لفظ قرآن مجید کے بعض دوسرے مقامات کی طرح یقین کے معنوں میں ہے۔

3۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور دوسرے نیک لوگوں کو اس ذلت و رسوائی سے بچائے گا جو کافروں اور منافقوں کا مقدر ہوگی۔ اہل حق کو عزت و اکرام سے نوازا جائے گا۔

4۔ آخر میں اہل ایمان کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ حشر کے میدان میں جنت کی طرف جائیں گے تو اُن کے آگے اور دائیں جانب ایسی روشنی ہوگی جس میں چل کر وہ جنت کی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

اس کے برعکس کافروں اور منافقوں کے لیے کوئی روشنی نہ ہوگی۔ وہ اندھیروں میں گرتے پڑتے دوزخ کی طرف دھکیلے جا رہے ہوں گے۔ اُن کو دیکھ کر اہل ایمان اپنے لیے یہ دعا کریں گے کہ:

"اے ہمارے رب! ہماری اس روشنی کو آخیر تک برقرار رکھ۔ ہماری بخشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس مقام کی مزید وضاحت سورۂ حدید کی آیات 12، 13 میں بھی موجود ہے۔

یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ قرآن حکیم میں "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کا یہ آخری خطاب توبہ، مغفرت اور جنت میں داخل ہونے کے عمدہ ذکر پر ختم ہوا۔

ابن مسعودؓ اسلامک لائبریری
کتاب نمبر: 1351
J3-504 جوہر ٹاؤن لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادارے کی دیگر اہم کتب

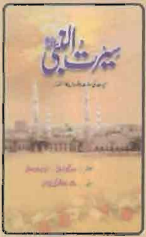

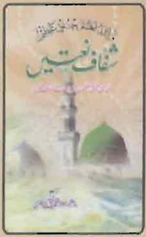

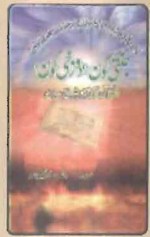

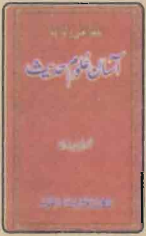

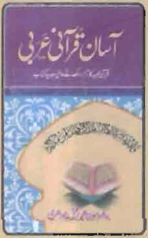

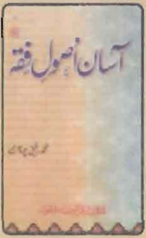

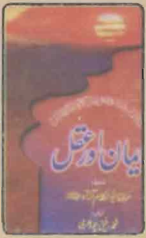

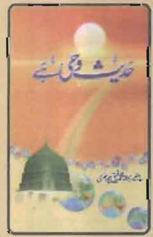

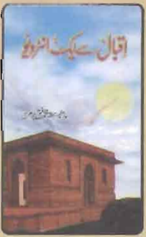

مکتبہ قرآنیات لاہور
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور